یہ قبلۂ اوّل یہ مسجدِ اقصیٰ

یہ قبلۂ اوّل پہ عجب وقت پڑا ہے، — تکبیر کے نغمے، نہ مؤذن کی صدا ہے
تجوید، نہ تسبیح، نہ منبر پہ وہ خطبے — خاموش در و بام ہیں سنسان فضا ہے
سب عالمِ حیرت میں ہیں ہیکل ہو کہ صخرا — زیتون کی وادی ہے کہ گنجِ شہدا ہے
ہیں سوگ میں ڈوبے ہوئے نابلس و اریحا — القدس کے اطراف میں اک حشر بپا ہے
محرابِ حرم نالہ و فریاد سراپا — یہ مسجدِ اقصٰے ہے کہ اک بزمِ عزا ہے
اردن ہے کہ ہے مشہدِ اکبر کا نمونہ — پانی کی طرح خونِ مسلماں کا بہا ہے
جس قوم پہ قرنوں سے ہے اللہ کی پھٹکار — اس قوم کو اب فتح کا اعزاز ملا ہے؟
ہیں ارضِ مقدس پہ یہودی متصرف — اے غیرتِ حق حشر میں اب دیر ہی کیا ہے؟

کب آئیں گے اللہ کی نصرت کے فرشتے
ہر ٹوٹے ہوئے دل کی یہ غمناک صدا ہے

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی
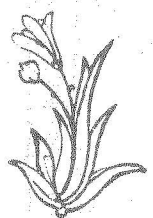
۲۲ جمادی الثانی ۸۹ھ
۵ ستمبر ۱۹۶۹ء

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

کی

ایک یادگار تقریر

(آخری قسط)

۲- سیاسی اصلاح

سیاسیات میں بھی نماز ہمارے لئے بہترین راہ نما ہے۔ اگر سیاسی فوائد کو مدِ نظر رکھ کر نماز ادا کی جائے تو نماز میں مسلمان کی سیاسی ٹریننگ ہے اس ٹریننگ سے مردہ قوم زندہ ہو سکتی ہے۔ محکوم قوم حاکم بن سکتی ہے، آپس میں دست و گریباں ہونے والی جماعت شیر و شکر ہو کر رہ سکتی ہے۔

۹ فائدے

۱- مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا — مسجد

۲- قابلیت کے لحاظ سے بہترین آدمی انتخاب کر کے صدر بنانا — امام

۳- مقتداء کی تابعداری کرنا — اقتداء

۴- مقتداء کے اتباع میں ہمہ تن ادب کا مجسمہ بن جانا اور کھانا پینا، بولنا وغیرہ ضروریاتِ زندگی سے دست بردار ہو جانا — اطاعت

۵- اپنے آپ کو منظم کر کے مقتداء کی آواز پر نقل و حرکت کرنا — اتباع

۶- اور ان ساری پابندیوں میں مقتداء پر احسان نہ کرنا۔ بلکہ اس کی تابعداری کو اپنا فرض خیال کرنا۔ — احساسِ فرض

۷- اس تمام فرمانبرداری میں کسی اجرت کا خواہاں نہ ہونا بلکہ گھر سے کھا کر اطاعت کرنا۔ — اخلاص

۸- مساوات کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ کام کے وقت شاہ و گدا ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ — مساوات

۹- ایثار کی روح پھونکنا کہ پہلے جو آئے آگے کھڑا ہو جائے اور جو بعد میں آئے وہ پچھلی صف میں بیٹھ جائے۔ خواہ شاہِ وقت ہی کیوں نہ ہو۔ — ایثار

الحاصل حاصل یہ ہے کہ اس خدا پرست منظم جماعت کی صدا ایک، سردار ایک، مرکز ایک، مقصد ایک، قبلہ ایک، قول ایک، فعل ایک، صورت ایک اور ان ساری وحدتوں میں مقصود ایک۔ (خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ) جب یہ خدا پرست جماعت وحدت کا درس عبرت پا کر دنیا میں قدم اٹھائے گی تو خدائی طاقت ان کی مدد کے لیے آئیگی اور یہ جماعت جہاں جائے گی، فتح کا سہرا اپنے سر پر بندھوائے گی۔

قولہ تعالیٰ: اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ط (۴۷: ۷)

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالےٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

۳- معاشرتی اصلاح

نماز میں گورے اور کالے، امیر و غریب، شاہ و گدا کی تمیز اٹھ جاتی ہے

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز (اقبال)

حاصل یہ ہے کہ نماز کی برکت سے امیروں کے دلوں سے غریبوں کے متعلق امارت کے باعث نفرت ہے وہ کم ہو جائے گی اور غریبوں کے دلوں سے امیروں کے تکبر کے باعث جو نفرت ہے وہ کم ہو جائے گی۔ دونوں دل مل جائیں گے۔ یہ الگ چیز ہے کہ ایک بھائی کے سفید کپڑے ہوں اور دوسرے کے میلے، ایک کے قیمتی ہوں اور دوسرے کے کم قیمت کے۔

۴- اخلاقی اصلاح

نماز کے جو فوائد اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں ان کی برکت سے انسان کے دل میں غرور، تکبر، نفسانیت اور جاہ طلبی جیسے امراض فنا ہو جائیں گے اور ان کی بجائے تواضع، عاجزی، خلوص اور للہیت کے اخلاقِ حسنہ کا بیج دل میں بویا جائے گا۔

۵- جہاد

استحکام پاکستان کے لئے پانچویں چیز جہاد ہے۔

حاضرین کرام! جہاد جہد للبقاء کا نام ہے۔ یعنی دنیا میں سربلند و سرفراز رہنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا۔ دنیا کی تمام قوموں میں جہاد یعنی بالا پایا جاتا ہے۔ جس طرح دوسری قومیں اپنی بقاء کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی حق ہے کہ اپنی قوم کو زندہ رکھنے اور سربلند و سرفراز کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں ہلائیں۔

فرق ہاں مسلم اور غیر مسلم کے جہاد اور سعی میں ایک فرق ضرور ہے۔ غیر مسلم اقوام قومیت اور وطنیت یا بعض اپنے خود ساختہ نظریوں کے ماتحت جان دیتی ہیں۔ اور مسلمان اپنے حقیقی مولا عز اسمہٗ و جل مجدہٗ کی رضا کے لئے جیتا ہے۔ اور اسی کی رضا حاصل کرنے کے لئے مرتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (۶: ۱۶۳)

جہاد کے لئے مسلح رہنا فرضِ عین ہے

قرآن مجید میں جس طرح اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور اٰتُوا الزَّكٰوةَ دونوں امر کے صیغے ہیں۔ ان دونوں صیغوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کے ذمہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا فرضِ عین ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الخ الآیۃ کا حکم ہے یعنی ہر مسلمان کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنی توفیق کے مطابق جنگی ہتھیاروں سے مسلح رہے اور کوئی مسلمان اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ لہٰذا حکومت پاکستان کا یہ فرض ہے کہ ہر مسلمان کو مسلح ہونے کے لئے سہولتیں بہم پہنچائے نہ یہ کہ اُلٹا لائسنس کی پابندی عائد کرے اور ہتھیار بنانے یا بنے ہوئے خرید کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرے۔

جب وزیر اعظم پاکستان اپنی قرارداد میں فرما چکے ہیں:

"مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنتِ رسول میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں"

لہٰذا اس اعلان کے بعد ہر مسلمان کو ہتھیار رکھنے، بنانے، بنے ہوئے لانے کی آزادی ہونی چاہئے۔ کیونکہ قرآن مجید کا بھی حکم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار ہوتے تو مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کا

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۲ رجمادی الثانی ۱۳۸۹ھ
۵ رستمبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۱۷ و ۱۸

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

مقدس مقامات کی حفاظت کا مسئلہ

یہودیوں کا مسلمانوں کی غیرتِ اسلامی کو کھلا چیلنج

یہودیوں کی طرف سے اپنے مربی و پشتیبان امریکہ کی "ہلاشیری" کے بل بوتے پر اہلِ اسلام کے قبلۂ اوّل مسجدِ اقصیٰ کو نذرِ آتش کرنے کی ناپاک جسارت کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ ایک سوچی سمجھی سکیم اور گہری سازش کا نتیجہ ہے۔

مسجدِ اقصیٰ جب سے یہود نا مسعود کے قبضہ میں آئی ہے اس وقت سے وہ انتہائی شرمناک حرکات کا مظاہرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ اخبارات میں اس قسم کی مسلسل تصویریں شائع ہوتی رہیں کہ یہودی غنڈے صحنِ بیت المقدس میں نوجوان نیم برہنہ لڑکیوں کے ساتھ بوس و کنار کرتے دکھائی دیتے اور صحنِ مسجد میں شراب نوشی کرتے ہیں۔ ان تصاویر کی اشاعت کا مقصد یہی تھا کہ وہ مسلمانانِ عالم کی غیرتِ اسلامی اور جذبۂ ملّی کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ جب انہوں نے ایک ناپاک جسارت کو برداشت ہوتا محسوس کیا تو ــــ پھر انہوں نے مسجدِ اقصیٰ میں نماز ادا کرنے والے مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنانا شروع کیا، عربوں کے مکانات بم سے اڑائے گئے اور جب بیت المقدس کے اِرد گرد محلوں سے فرزندانِ اسلام کا بالکل صفایا کر دیا گیا تو انہوں نے گہری سازش کے تحت مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگانے کی ناپاک جسارت کی۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ وہ دنیائے اسلام کی غیرت و حمیّت کا امتحان لینا چاہتے ہیں اور ان کے ناپاک ارادے یہی دکھائی دیتے ہیں کہ بیت المقدس کی توہین ــــ اگر برداشت ہو گئی تو پھر اہلِ اسلام کے دیگر مقدس ترین مقامات مدینۂ منوّرہ اور مکّۂ معظّمہ کا رخ کیا جائے!

کیونکہ خلیفہ نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی ان یہودی غنڈوں نے ایک سرنگ کے ذریعہ رحمتِ دو عالم پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حملہ کی ناپاک جسارت کی تھی۔ اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب ارشاد خلیفہ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہودی حملہ آوروں کو عبرتناک سزا دے کر روضۂ اطہر کی حفاظت و صیانت کے مکمل انتظامات کئے تھے۔

آج ــــ پھر اہلِ اسلام کے ان مقدس مقامات کی عزت و توقیر خطرے میں پڑ گئی ہے۔ اسرائیلی یہودی اور ان کے پشتیبان امریکہ نے اپنی مادّی طاقت سے بدمست ہو کر مسلمانوں کے نازک جذبات اور غیرتِ اسلامی کو للکارا ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ دنیائے اسلام ہمارے اس چیلنج کا کیا جواب دیتی ہے؟

اب وقت آ گیا ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان اپنے عارضی اور فروعی اختلافات ختم کر کے اسرائیلی یہودی غنڈوں اور اس کے سرپرست امریکہ پر واضح کر دیں کہ ہم تمہاری ناپاک کوششوں اور مذموم ارادوں کو ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہونے دیں گے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے تمام عرب سربراہ متحد و متفق ہو گئے ہیں اور انہوں نے اسرائیل کے خلاف اعلانِ جہاد کر دیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ اس کے ساتھ تمام عرب ممالک کی ایک مشترکہ فوجی کمان قائم کرنے کا فیصلہ کر لیں۔ تاکہ پوری قوت کے ساتھ اسرائیلی غاصبوں اور سامراجی لیڈروں کا منہ توڑ جواب دیا جا سکے۔

ہم اس مرحلہ میں پاکستان کے اربابِ اقتدار کے اس بروقت اقدام کا بھی خیر مقدم کرتے ہیں کہ انہوں نے مسجدِ اقصیٰ کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے اپنے عرب مسلمان بھائیوں کو ہر ممکن امداد کا یقین دلاتے ہوئے عملی تعاون پیش کیا ہے ــــ نیز پاکستان میں یہودی مال کا بائیکاٹ کرنے اور مجاہدینِ اسلام کی بھرتی کا جو وسیع پروگرام مرتب ہو چکا ہے۔ اسے پوری طرح کامیابی کے ساتھ ہمکنار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہودی غنڈوں پر یہ واضح ہو جائے کہ دنیائے اسلام کٹ مرنے کو تیار ہے لیکن وہ اپنے مقدس مقامات کی توہین ہرگز ہرگز برداشت نہیں کرے گی ــــ!

اسلامی نظام کی قائل نہ بھی ہو ــــ لیکن!

علماء اگر سیاسیات سے کنارہ کش ہوتے ہیں تو بھی انہیں مطعون کیا جاتا ہے اور اگر زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام

کے مطابق رہنمائی کرتے ہیں تو بھی ان کے خلاف پروپیگنڈا کا ایک طوفان کھڑا کیا جاتا ہے۔ علماءِ اسلام نے جن کے ساتھ اتحاد کیا ہے وہ کون لوگ ہیں، یہ بے دین اور بے ایمان لوگ (نعوذ باللہ) ہیں۔ یہ وہی بیچارے غریب اور مفلس مزدور۔ جن کے ایمان اور جن کی غیرتِ اسلامی کو کوئی سرمایہ دار نہ خرید سکا۔ اور وہی غریب مزدور۔ جو اپنی مفلسی اور فاقہ کشی کے باوجود اسلام کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور دنیا میں آج اسلام کی جھلک پائی جاتی ہے تو اسی غریب طبقہ میں ـــــ جن کی بابت رحمت دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

"آخری زمانہ میں اسلام غریب اور اجنبی کی حیثیت میں رہ جائے گا جیسا کہ شروع میں تھا۔"

آج وہ کروڑوں مزدور ـــــــ جو علماءِ اسلام کے ساتھ وابستہ ہو گئے ہیں اور جنہوں نے اپنی تنظیم کے منشور میں واضح طور سے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم قرآن و سنت کے سوا اور کوئی نظام نہیں چاہتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں اجتماعی کفر کا فتویٰ لگا دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اس اجتماعی کفر بازی کی جسارت صرف جماعت اسلامی یا اس کے زرخرید ہمنوا ہی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا انہیں خداوند قدوس کا خوف اپنے دلوں میں بٹھانا چاہئے کہ وہ ان غریب مزدوروں اور کسانوں کو جو خدا کے فضل سے مسلمان ہیں اور خدا و رسول پر ان سرمایہ داروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ پختہ ایمان رکھتے ہیں انہیں بلا جھجک ملحد، بے دین، کمیونسٹ اور سوشلسٹ کہنا آخر کس شریعت کی رُو سے جائز ہے؟

جماعت اسلامی اور اس کے زرخرید ہمنوا

ان دنوں بڑے بڑے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کی امداد خاص سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ علماءِ اسلام کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں سے مل گئے ہیں اور اس طرح اسلام کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ علماءِ اسلام کے خلاف یہ جو مہم شروع کی گئی ہے وہ صرف اس لئے کہ علماءِ حق کا یہ گروہ بین الاقوامی صورتِ حال پر امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کی تمام پالیسیوں کی تائید و حمایت کیوں نہیں کرتے ہیں اور وہ اس بات کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں کہ امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کی پشت پناہی اور اسلحہ کی خصوصی امداد کے ذریعہ اسرائیل کی پیٹھ ٹھونکی جا رہی ہے اس صداقت کے اظہار کی پاداش میں علماءِ اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے ملحدوں اور بے دین لوگوں سے اتحاد کر لیا ہے۔

کیا مزدوروں کو سوشلسٹوں کے رحم و کرم پر چھوڑنا بہتر ہے یا علماء کی سیادت و قیادت موزوں ہے؟ ـــ اور المیہ یہ ہے کہ علماءِ اسلام نے جن مزدوروں کے ساتھ اتحاد کیا ہے وہ تو اپنے منشور میں اسلامی شریعت اور قرآن و سنت کے نظام کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن امیر جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب نے حال ہی میں لاہور کے ایک روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے جو کچھ فرمایا ہے اس کا بار بار مطالعہ کرنے کے بعد یہ جواب دیجئے کہ دوسروں کو کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں سے تعاون کرنے کا طعنہ دینے والے خود کیا فرما رہے ہیں۔ چشم ہوش سے ملاحظہ فرمائیے:-

"سیاسی اتحاد کے ضمن میں جماعتِ اسلامی کے امیر مولانا مودودی نے نمائندہ ندائے ملت سے ایک ملاقات میں جماعت کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بحالیٔ جمہوریت کے لئے جماعت اسلامی ہر اس جماعت سے تعاون کرنے پر تیار ہے جو ملک میں اسلامی نظام کی قائل بے شک نہ ہو لیکن جمہوریت کی قائل ہو۔ کیونکہ اسلامی نظام کا نفاذ جمہوریت کی عدم موجودگی میں ممکن نہیں ہے۔"
(روزنامہ ندائے ملت ۲۲ اگست سنہ ۱۹۶۹ء صفحہ اول کالم ۳)

جماعتِ اسلامی ہر جماعت سے تعاون کر کے جو اسلامی نظام کی بے شک قائل نہ ہو، پکی مسلمان اور اسلام کی علمبردار رہ جاتی ہے اور اس تعاون سے اسلام کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا ہے لیکن اگر علماءِ اسلام ان مزدوروں کسانوں کی جماعت کے ساتھ تعاون کر لیں جو اسلامی نظام کے نہ صرف قائل بلکہ اس کے عملی نفاذ کے لئے کوشاں بھی ہوں تو وہ پکے کافر، کمیونسٹ اور سوشلسٹ ع

غضب میں ڈوبی ہوئی خدا کی نگاہ سے ڈرو!

علماءِ اسلام پر الزام تراشی اور انہیں بدنام کرنے کی مہم چلانا اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔

ملکی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ سب کو متحد و متفق ہو کر اسلام کی سربلندی اور اس کے تحفظ کی کوشش کرنی چاہئے۔

جائداد کی وضاحت

ایک خبر ہے کہ مرکزی کابینہ میں شامل تمام وزراء صدر مملکت جناب آغا یحییٰ صاحب کے سامنے اپنی تمام جائداد کی فہرست پیش کریں گے تاکہ قوم کو یہ معلومات مہیا ہو سکیں کہ ان وزراء کرام نے اپنے عہدہ و اقتدار سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ملک و ملت کی قیمتی جائداد کو اپنے تصرّف میں لانے کی کوشش تو نہیں کی ہے۔

یہ اقدام لائق تحسین ہے لیکن اربابِ حکومت کو اس پہلو کی طرف بھی کڑی نگاہ رکھنی چاہئے کہ برسرِ اقتدار لوگ اپنے رشتہ داروں اور فرضی اعزاء و اقارب کے نام پر جائداد حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ وزراء کی اپنی جائداد کے ساتھ ساتھ اپنے قریبی رشتہ داروں کی جائداد بھی قوم کے سامنے واضح ہو جانی چاہئے۔

گذشتہ شمارہ میں ایک ادارتی نوٹ شائع ہوا تھا جس میں جناب حمزہ صاحب سے گذارش کی گئی تھی کہ ان کی ذات کے بارے میں چونکہ لوگ اچھی رائے رکھتے ہیں اور ان کے دلوں میں احترام موجود ہے اس لئے ان پر مالی منفعت کے جو الزامات عائد کئے گئے ہیں ان کی وضاحت کر دینی چاہئے۔

جناب حمزہ صاحب "دفتر خدام الدین" میں خود بھی تشریف لائے۔ اور ان کی طرف سے ایک وضاحتی بیان بصورت تراشہ، خبر نوائے وقت مورخہ ۱۳ اگست بھی موصول ہوا۔ اس میں انہوں نے اپنی کوٹھی، مختلف مقامات پر واقع اراضی، فیکٹریوں اور دیگر جائداد کی حقیقت بیان کر دی ہے۔ اور عوام کے دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات رفع کر دیتے ہیں۔

الجہاد والجہاد والجہاد

مسجدِ اقصیٰ کی عظمت، آگ کے شعلوں میں ہے
داستانِ دینِ فطرت، آگ کے شعلوں میں ہے
سازشِ صیہونیت کا، قبلۂ اوّل شکار
اے مسلماں! تیری غیرت، آگ کے شعلوں میں ہے
ہاں بڑھو، بیت المقدس کی حفاظت کے لئے
اب یہودی بربریت، آگ کے شعلوں میں ہے

●

مجلس ذکر

۱۴ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۶۹ء

سانحہ بیت المقدس

از حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ: صابر محمود

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى : اَمَّا بَعْدُ :
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ :—

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ ۔(انفال ۶۰)

ترجمہ: اور تیاری کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے۔ اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ دھاک پڑے اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر۔

تشریح از حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک تک قدرت ہو سامانِ جہاد فراہم کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیرزنی اور تیراندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامانِ جہاد تھا۔ آج بندوق، توپ، ٹینک، ہوائی جہاز بحری جہاز، آبدوزیں وغیرہ تیار کرنا اور استعمال میں لانا نیز فنون حربیہ کا سیکھنا بلکہ ورزش تک کرنا سامانِ جہاد ہے — اسی طرح آئندہ جو آلاتِ جنگ تیار ہوں گے انشاء اللہ سب اسی آیت کے منشاء میں داخل ہیں۔ عین ممکن ہے۔ مسلمانوں کی تیاری اور مجاہدانہ قربانیوں کو دیکھ کر کفار مرعوب ہو کر صلح و آشتی کے خواستگار ہوں مگر یہ سب سامان اور تیاری دشمنوں پر رعب جمانے اور دھاک بٹھلانے کا ایک ظاہری سبب ہے۔ فتح و ظفر کا اصلی سبب تو خدا تعالےٰ کی مدد ہے — نیز فرمایا کہ جہاد کی تیاری میں جس قدر مال خرچ کروگے اس کا پورا پورا بدلہ ملیگا۔ یعنی ایک درہم کے سات سو درہم، اور اللہ کریم دگنا کر دیتے ہیں۔ جس کے لئے چاہیں۔

بزرگانِ محترم! معزز حاضرین و محترم خواتین! اولاً حق تعالےٰ شانہٗ کا ہمیشہ شکر بجا لایا کرتا ہوں جس نے مجھے اور آپ سب بہن بھائیوں کو دولتِ ایمان و اسلام سے نوازا اور اپنی مخلوقات میں سے سب سے افضل و اشرف مخلوق میں پیدا فرمایا ہم اگر اس کا شکر بجا لانا چاہیں تو بھی طاقت کہاں؟ ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کے بعد خیر الامور اوساطہا پر فائز فرمایا۔ تمام فرق باطلہ اور دہریہ، نیز مشرکوں، کافروں، بت پرستوں وغیرہ سے بچا کر اپنے حبیب پاکؐ کا ادنےٰ غلام ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ فرق اسلامیہ میں حق و باطل میں سمجھ و عقل عطا فرما کر اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت کی توفیق بخشی۔ یہ بھی اس کا بہت بڑا فضل و احسان ہے۔ پھر پنجوقتہ نماز کے لئے اپنے دربارِ شہنشاہی میں حاضری کی توفیق بخشی۔ دعا ہے۔ اسی صراطِ مستقیم پر عمل پیرا اور قائم و دائم رہنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ اس کے بعد فرض نمازوں کے درمیانی فارغ اوقات میں یہ جو آپ مل جل کر اللہ کا نام لیتے ہیں یہ بھی اللہ تعالےٰ کا خاص حکم ہے اور اسی کا فضل و کرم ہے اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں۔ فرمایا۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ میں تمہیں اپنی عنایات سے سرفرازوں گا، اپنی مغفرت سے یاد فرماؤں گا۔ اس لئے (القرآن) وَيُزَكِّيْهِمْ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض تھا ان کے فرائض اربعہ میں سے ایک يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ۔ اللہ کا کلام دنیا تک پہنچائیں۔ پھر اللہ کی کلام کا جو معنیٰ ہے وہ دنیا کو سمجھائیں۔ اس کے بعد اس کا معنیٰ اور مطلب عملی طور پر جو تزکیہ آگے آرہا ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ذکر اذکار جو کچھ بھی کرتا ہے۔ نیز تیرہ سالہ مکی زندگی اور دس سالہ مدنی زندگی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں قرآن حکیم کی ایک سو چودہ سورتیں تیس پارے ۲۳ سالہ مدت میں من و عن جیسا کہ لوح محفوظ میں ہیں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قلب اطہر پر بلاواسطہ یا بالواسطہ جبریل امین علیہ السلام مکمل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد اللہ نے ہمیں اس کا پیروکار بنایا، اس پر ایمان لانے کی توفیق بخشی اور دوسرے جو فرائض ہیں۔ یعنی اللہ کی کتاب، اس کے معانی و مطالب یعنی اس پر عمل، يُزَكِّيْهِمْ پر عمل کرنے کی توفیق سرفراز فرمایا۔ یہ ساری نعمتیں ہیں۔ جتنا بھی اس کا شکر بجا لایا جائے کم ہے۔ لیکن حکم یہی ہے جتنا زیادہ شکر کروگے اور زیادہ دیا جائے گا اور اگر کفرانِ نعمت کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ دل سے دعا ہے سابقہ جو نعمتیں ملی ہیں۔ اللہ تعالےٰ شکر کی توفیق دے۔ آئندہ بھی اپنی نعمتوں سے نوازے۔ اور کسی وجہ سے اللہ تعالےٰ شامتِ عمل سے ان نعمتوں سے محروم نہ کر دے — یہ جو مل جل کر ذکر جہر ہم کرتے ہیں یہ حلقہ ذکر قادری سلسلے کا ہے۔ یہ ہمارے بزرگ سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی جو اللہ تعالےٰ کے نہایت پاکباز اور نیک بندوں میں سے ہیں اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی رحمتیں ان کے شاملِ حال ہیں۔ یہ سلسلہ سید الطائفہ ہونے کی حیثیت سے ان سے منسوب ہے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے چلا آرہا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے واسطے سے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے واسطے سے چلتے چلاتے ہمارے اکابر تک پہنچا۔ اور اس میں اللہ نے ہمیں کلمہ حق کہنے کی، اللہ کا نام لینے کی توفیق دی ہے۔ ہم تو اس کا بھی صحیح معنوں میں شکر ادا نہیں کر سکتے بایں معنیٰ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں فضل اور احسان مانتے ہیں کہ وہ تزکیہ نفس کی تازیست توفیق ارزانی فرمائے رکھے۔ کلمہ کفر و شرک و بدعت سے بچائے، شرک خفی و جلی سے محفوظ رکھے، اپنے اور اپنے حبیبؐ کے گھر کی بار بار زیارت نصیب فرمائے۔ جن کو حرمین کی زیارت سے نوازا ہے اللہ کریم وہ قبول فرما کر ان کے لئے ذریعۂ نجات بنائیں جن کو شوق دیا ہے جلد از جلد انہیں بھی حاضری کی بار بار مع اہل و عیال توفیق ارزانی

فرما دیں۔ قرآن میں اللہ جلشانہٗ نے فرمایا مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ یعنی اللہ کی عبادت اور رحمت کا وہ ایسا مرکز ہے جو ایک بار یہاں آتا ہے۔ بار بار آنے کے لئے لگن اور شوق لے کر واپس لوٹتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں آنے اور جانے کا یعنی گردآوری کا مرکز۔ یوں بھی سات چکر لگانے سے ایک طواف بنتا ہے پھر مقام ابراہیمؑ پر نماز پڑھنے، صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر کاٹنا (حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ کی پانی کی تلاش میں پریشانی کی حالت جو اللہ تعالےٰ کو پسند آگئی اس کا اعادہ کرنا بھی) فرائضِ حج میں سے ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا معجزہ

اسی موقعہ پر حضرت اسمٰعیلؑ کے پاؤں مبارک کی ایڑی کی رگڑ سے اللہ تعالےٰ نے زمین سے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا۔ جسے زم زم کہتے ہیں جو تب سے اب تک اپنی گوناگوں صفتوں سے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر اپنے مشتاقین کو سیراب کرتا ہے اور انشاء اللہ تا قیامت سیراب کرتا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ کے نبی حضرت ابراہیمؑ کی جو تمنا تھی وہ یوں بھی پوری ہو گئی۔

آبِ زمزم کی تاثیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس مقصد کے لئے بھی زمزم پیا جائے اللہ تعالیٰ پورا کر دیتے ہیں۔ دنیا کو بھی اپنے اپنے تجربے ہوں گے مگر میں آپ بیتی بیان کرتا ہوں کہ مجھے چھپاکی کی طرح کی تکلیف بچپن سے تھی۔ بہت پرانا مرض تھا۔ بہتیری کڑوی دوائیں استعمال کیں مگر تکلیف دن کے بجائے (بنات اللیل رات کی بیٹیاں) رات کو زیادہ ہو جاتی۔ تو پہلی دفعہ حضرتؒ کے ساتھ حج کو جب جانا نصیب ہوا یہ ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے تو حرم کعبہ میں حاضری رات کو ہوتی۔ طواف و سعی سے فارغ ہو کر زمزم پینے کے لئے حاضر ہوا اور میں نے زمزمی کو زم زم کنوئیں سے نکالنے کو کہا۔ اب تو وہاں ٹیوب ویل لگا ہوا ہے۔ تو زمزمی نے زمزم کا ڈول نکال کر مجھ پر انڈیل دیا۔ میں نے تولئے سے خشک کرنا چاہا تو اس نے ایسا نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ خیر میں نے پیا بھی اور نہایا بھی بدن اور کپڑے تر کئے اُسے صرف ایک ریال پیش کیا اور چلا آیا دعا کی اے اللہ! چھپاکی سے شفا عطا فرما۔ تو یقین جانئے ۱۹۴۶ء کے بعد اب تک کبھی ایک پھنسی تک نہیں نمودار ہوئی۔ (سبحان اللہ) یہ ہے زمزم کا اثر اور تاثیر۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کی سچائی۔

شیخ الاسلام کی کرامت

ایک اور واقعہ سنئے کہ حضرتؒ نے ایک کنستر زمزم بھروا کر لاہور سے میرے حوالے کر دیا کہ یہ حضرت مدنیؒ کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ چنانچہ میں نے لا کر دیوبند میں پیش کیا تو حضرت مدنیؒ نے عصر کے بعد تقسیم کرنے کا وقت مقرر فرمایا۔ پہلے بخاری شریف کی احادیث زمزم کی تعریف میں بیان فرمائیں۔ تقسیم شروع کی بے شمار مجمع تھا۔ اساتذہ، طلباء شہری اور محلہ کے لوگ بھی اُمڈ آئے۔ ہزاروں کے مجمع میں ایک کنستر زمزم شریف تقسیم شروع کی تو عصر کے بعد سے مغرب تک حضرت مدنیؒ نے تقسیم کیا۔ سب نے جی بھر کر پیا۔ کوئی محروم نہ رہا۔ پھر مغرب کے بعد ہم نے تقسیم کرنا شروع کیا تو قریباً سو کے قریب لوگوں نے پیا تو پانی ختم ہو گیا۔ حضرت مدنیؒ نے عصر سے مغرب تک تقسیم کیا تو ذرا نہ کم ہوا۔ مگر جب ہم نے تقسیم شروع کی تو تھوڑی دیر میں ختم ہو گیا۔

زمزم کی تاثیر کا ایک اور واقعہ سنئے حضرتؒ کو ایک دفعہ حج میں ہفتہ بھر بغیر کھانے پینے کے بعد مچھلی کھانے کی وجہ سے پیچش کا سخت عارضہ ہو گیا بہتیرے علاج ہوئے مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر اس مرض سے شفاء کے نظریے سے حضرت نے سب دوائیں ترک کر کے زمزم پینا شروع کر دیا۔ اور فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ اور زم زم کی برکت سے یہ مرض ضرور دور ہو جائیگا چنانچہ شام تک حضرتؒ بالکل ٹھیک ہو گئے۔

سانحہ بیت المقدس

آج جو آیت پیش کی گئی ہے اس کا تعلق اور ربط مسجد اقصیٰ کے تازہ سانحہ سے ہے جو مسلمانانِ عالم کا قبلۂ اوّل ہے آج کون مسلمان ہے جس کا دل جل نہیں رہا ہے —— سو گذشتہ کل مغرب کی نماز ہم نے دین پور شریف میں حضرت دین پوری مدظلہ العالی کی اقتداء میں پڑھی۔ اور صبح کی نماز حضرت درخواستی کے پیچھے پڑھی۔ تعمیل حکم میں ایک گھنٹہ درس قرآن دیا۔ پرسوں ہم ملتان تھے۔ رات ۹ بجے سوار ہوئے اور آج صبح یہاں پہنچے۔ یہ واپسی محض مجلس ذکر اور جمعہ کی خاطر ہوئی۔ جو دوست لاہور سے ساتھ گئے تھے۔ وہ خانپور سے کراچی چلے گئے ہیں۔ ایک دعا خاص طور پر کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور علمائے حق کو باہم مل جل کر باہمی تعاون و اعتماد کی فضا بحال کر کے اسلام اور ملک کی خدمت کی توفیق دے۔ دشمنوں کی ناپاک سازشوں نے قوم کی شیرازہ بندی میں مشکلیں کھڑی کر دی ہیں۔

جماعت پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے یَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ۔ جماعت پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جو جماعت مل جل کر ذکر کرے یا جو بھی عمل اختیار کرے اللہ تعالےٰ اس پر بیشمار رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ جتنا بڑا اتحاد و اتفاق اور جتنی بڑی جماعت ہو گی اتنی بڑی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں گی۔ آج اگر اتفاق تامہ ہوتا (خدا کرے اب ہی ہو جائے) تو یہ روزِ سیاہ نہ دیکھنا پڑتا اب بھی مافات کا ازالہ ہم کر لیں تو ہماری نجات ہو سکتی ہے ؎

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

نیکوں کی برکت سے ساری جماعت کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں، سب کا بیڑا پار ہو جاتا ہے، سب کو نوازتے ہیں، سب کو بخشتے ہیں۔ بیت المقدس جو مسلمانوں کی کوتاہیوں، کمزوریوں کی وجہ سے ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اور وہاں کیا کچھ خرافات نہیں ہوئے جس کے لئے ہمارے دل خون اور دماغ ماؤف ہو رہے ہیں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو عرب بھائیوں کے شانہ بشانہ جہاد فی سبیل اللہ میں دادِ شجاعت دے کر درجۂ شہادت پانے کا موقعہ نصیب فرمائیں تو زہے قسمت۔ اس سے بڑا نفع کا سودا اور کیا ہو سکتا ہے ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

اگر اللہ تعالیٰ واپس لے آئیں تو ان کی مہربانی سے ہم غازی اور اگر وہیں قبول

(باقی صفحہ پر)

یہودیوں نے مسجدِ اقصیٰ شہید کرکے دنیائے اسلام کی غیرت کو للکارا ہے

بیت المقدس کی بے حرمتی کے بعد مسلمانوں پر جہاد فرض ہو گیا ہے

اہلِ اسلام کو یہودیوں اور امریکیوں کے مال کا بائیکاٹ کرنا چاہیے

جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں علمائے اسلام کی ولولہ انگیز تقاریر

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے جمعہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کا سانحہ معمولی نہیں ہے۔ اس حادثہ عظیم سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوئے ہیں۔ ان کے دل زخمی ہوگئے ہیں اور ان کی آنکھوں سے خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں۔

آج ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ جو عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں کہ انھوں نے اپنی حرکات سے اسرائیل کو مضبوط کیا ہے یا عالم اسلام کی کوئی خدمت کی ہے آج اسرائیل کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں اور وہ اپنی ناپاک جسارت سے بیت المقدس کو شہید کرنے کے بعد اب مدینہ منورہ پر نگاہیں جمائے بیٹھا ہے اور پھر خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوگا۔ میں تمام دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں بنیانِ مرصوص بن جائیں۔ اور جہاد کے لئے تیار ہو جائیں۔ نیز حکومت پاکستان کا بھی فرض ہے۔ کہ رضاکار بھرتی کرنے کا فوری انتظام کرے جو مجاہدینِ اسلام کے شانہ بشانہ جہاد میں شریک ہوکر بیت المقدس اور عرب علاقوں کو یہود کے پنجہ استبداد سے آزاد کرائیں۔

مولانا عبید اللہ انور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہم اسلام کی سربلندی اور ملتِ اسلامیہ کے بقاء کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ اگر ہم اسلام کے لئے اپنی جانیں نثار کرنے کا عزم کریں گے تو خداوند قدوس کی امداد ہمارے شامل حال ہوگی اور آج بھی میدانِ بدر کی طرح خدا کے فرشتے آسمانوں سے نازل ہو سکتے ہیں۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جب کہ ہم نے اسرائیلی حکومت کو تسلیم نہیں کیا ہے تو اس کے خلاف کھلا احتجاج کیا جائے۔ اس سے عرب حکومتوں اور اقوام متحدہ کو بھی آگاہ کرنا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ تجارتی اور سفارتی سطح پر یہودیوں کا مقاطعہ کرکے انہیں مجبور کریں یا یہ تاثر دیں کہ ہم ان کی مذموم کوششوں کے بھرپور مخالف ہیں۔ اس موقعہ پر حکومت کو لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندیاں ختم کر دینی چاہئیں تاکہ وقت کا تقاضا پورا کیا جا سکے۔

ہماری جماعت پُرامن ہے اور ہمیشہ پُرامن رہی ہے۔ ہم نے کبھی تشدد نہیں کیا بلکہ تشدد برداشت کیا ہے۔ جمعۃ الوداع کے دن جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے۔ پھر بھی ہم پُرامن رہے۔ مگر سوچو تو نتیجہ کیا ہوا ظالم کا پتہ ہی صاف ہوگیا ذلت اور خواری سے پیچھا نہیں چھوٹتا اور نہ چھوٹے گا۔

حکومت سے درخواست ہے کہ فلسطینی بھائیوں کے لئے ہم رضاکار جانے کو تیار ہیں۔ پیسہ بھیجنے کو تیار ہیں۔ لہٰذا ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ مقصد پورا ہو سکے۔ یعنی ہم عرب بھائیوں کی مدد کو پہنچ سکیں۔ پریس کو بھی اس وقت اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔ تو میں انہیں الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ اب دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اندر وہ جذبہ ایمانی پیدا کرے تاکہ ہم اس شہادت کو بخوشی قبول کریں اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے روزِ قیامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ۔

مولانا عبدالحکیم صاحب، راولپنڈی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔
وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ـــ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجوا الیہود والانصاریٰ من جزیرۃ العرب اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حضرات! غالباً میری یاد داشت جو کام کرتی ہے کہ میں اس زمانے میں طالب علم تھا اور دلی میں جامع مسجد کے سامنے جلسہ تھا اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ اور یہ بوڑھا جو آج کل بیمار ہے۔ جن کا اسم گرامی ہے ماسٹر تاج الدین انصاری۔ جامع مسجد کے سامنے ان دو حضرات کی تقریروں سے عوام الناس کو پتہ چلا کہ امریکہ اور برطانیہ نے اور کفر کی دوسری طاقتوں نے باہم مل جل کر مشرقِ وسطیٰ کی سلطنتوں اور دنیا کے دوسرے مسلمانوں کو غلام بنانے اور جاسوسی کا ایک عظیم اڈہ قائم کرنے کے لئے فلسطین کی کی ایک ریاست کو تقسیم کرکے اسرائیل ریاست کی بنیاد ڈالی اور فلسطینی مسلمانوں کے سر پہ یہودیوں کو بٹھا دیا۔ یہ اس لئے کہ آج کی دنیا میں امریکہ کی چودھراہٹ صرف ان یہودیوں کے سرمایہ کی وجہ سے چل رہی ہے۔ اس کے باوجود اگر پاکستان کے مسلمان صرف یہود کے تجارتی مال کا بائیکاٹ کردیں یا کوئی صاحب دل کہیں سے وہ پرانی غیرت ڈھونڈ کر لا دے کہ جس سے مسلمانوں نے انگریزوں سے ترکِ موالات

کر کے انگریز سے فوجی بھرتی کا بائیکاٹ کر کے انگریزی مال کا بائیکاٹ کر کے انگریز کی چولیں ہلا دی تھیں - اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا سے انگریز کی سلطنت کا جنازہ نکل گیا - اور نتیجۃً آج وہ اپنی مالی ساکھ کھوہ بیٹھا ہے - آج امریکہ یہودیوں کی کیوں امداد نہ کرے - اور وہ مسجد اقصیٰ کو کیوں آگ نہ لگائے - اور وہ تمام ایشیا اور افریقہ کی قوموں کے سلامتی کونسل میں احتجاج کے باوجود امریکہ اور برطانیہ انہی کے حق میں خاموش ہو جاتے ہیں اور کیونکہ آج اقتصادی اعتبار سے اور کرنسی کے استحکام کے لیے یہودیوں کا سہارا نہایت ضروری ہے - اگر آپ نے یہودیوں کا اقتصادی بائیکاٹ کرنا ہے تو وہی غیرت لاؤ اور حکومت سے منواؤ کہ یہودی مال کا بائیکاٹ کیا جائے صرف اسی میں اسلام اور پاکستان کی بقا اور سالمیت کی ضمانت ہے بلکہ پاکستان میں یہودیوں کی جملہ املاک بحق قوم ضبط کی جائیں تاکہ انہیں محسوس ہو کہ مسلم اقوام کو للکارنا کن نتائج کا اور کن خطرات کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے - اس طرح برطانیہ امریکہ اور جملہ اسلام دشمن حکومتوں کا دماغ ٹھیک ہو جائے گا - آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اس ایٹمی دور میں کسی بھی حکومت کا دارو مدار اس کی اقتصادیات پر ہے - اور اقتصادیات کا معیار اس کی مصنوعات کی برآمد اور درآمد پر ہوا کرتا ہے - تو آج امریکہ کی مصنوعات جو پاکستان میں درآمد ہوتی ہیں خصوصاً یہودی کارخانوں کی بنی ہوئی چیزیں منگوانا بند ہو جائیں تو اس کا زرِ مبادلہ بند ہو جائے گا - پھر وہ یہودی صرف ایک مسجد اقصیٰ کیا ہر بات ماننے کو تیار ہو جائیں گے بلکہ آپ کو کشمیر اور فلسطین بھی دلانے کو تیار ہو جائیں گے -

بقیہ : مجلس ذکر

فرمائیں تو موت تو آنی ہی ہے - تو کیوں نہ موتِ شہادت کی کوشش کی جائے یا پھر اللہ تعالیٰ موت محمود دیں - ایمان کامل سے اٹھائیں اور جب تک زندہ رکھیں تو اسلام کامل سے اور موت دیں تو ایمانِ کامل کے ساتھ -

مسجد اقصیٰ

خلیق قریشی

آگ سجدہ گہِ اقصیٰ کو لگانے والو
قہرِ خلاقِ دو عالم سے بچو گے نہ کبھی
قبلۂ اوّلِ اسلام جلانے والو
قہرِ خلاقِ دو عالم کو بلانے والو

○

ایک مدت سے سلگتی تھی دھواں دیتی تھی
دامنِ عالمِ اسلام تک آ پہنچی ہے
خطۂ بیت مقدس میں فلسطین کی آگ
یوں تو دہکی ہوئی بھڑکی ہے شیاطین کی آگ

○

نوحؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و کلیمؑ و موسیٰؑ
یہ زمیں جس میں ہزاروں ہیں پیمبر مدفون
انبیاء کانپ اٹھے عرشِ بریں کانپ اٹھا
آج ہر جسدِ نبیؑ، زیرِ زمیں کانپ اٹھا

○

کفر کو ضد ہے کہ باقی نہ رہے دیں کا نشاں
فرض پھر قومِ براہیمؑ پہ ہے نصرتِ حق
شعلۂ آتشِ نمرود بھڑک اٹھا ہے
آج پھر باطلِ مردود بھڑک اٹھا ہے

○

آج پھر ارضِ فلسطین بلاتی ہے ہمیں
وادیٔ کرب و بلا ہے ہمیں درپیش پھر آج
تند طوفان بھی ہے، برقِ بلاخیز بھی ہے
آگ کے شعلے بھی ہیں اور ہوا تیز بھی ہے

○

عظمتِ مسجدِ اقصیٰ کی خبر کس کو نہیں؟
شبِ معراج یہ تھا مسجدِ اقصیٰ کا مقام
ہادیٔ سرورؐ و برحق پہ سلام اور درود
کہ ہوا اس میں شہنشاہِ دو عالم کا ورود

○

ہر مسلماں پہ ہے فرض اسکی حفاظت بیشک
خون سے لکھیں گے تاریخ کے یہ باب خلیق
اب سے ہم اس کی حفاظت کی ضمانت دیں گے
خون کے ہر قطرے سے ہم اسکی شہادت دیں گے

تو آپ ہیں جو جہاد کی تیاری کے لئے گھوڑوں (سامانِ حرب) کی تیاری کا حکم ہے آج اس سے مراد توپ، بندوق، ٹینک، ہوائی جہاز اور بم سبھی شامل ہیں۔

ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو باہمی افتراق اور اپنے ہاتھوں تباہی سے بچائے، یہ باہم شیر و شکر ہو کر رہیں، مل جل کر دین کے کام کو آگے بڑھائیں اور اپنی ذمہ داریوں سے باحسن طریق عہدہ برآ ہوں ــــ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مولانا عبید اللہ انور اور انکے ساتھیوں کی بریت

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے مولانا عبید اللہ انور اور ان کے ۲۷ ساتھیوں کو لاؤڈ سپیکر ایکٹ کی خلاف ورزی کے الزام سے بری کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ متذکرہ مقدمہ جمعۃ الوداع کے موقع پر لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کے الزام کی بناء پر درج کیا گیا تھا - اس مقدمہ کی پیروی مولانا کی طرف سے قاضی محمد سلیم ایڈووکیٹ نے سرانجام دی -

●

محمد شفیع عمرالدین (حیدرآباد)

مجاہدین کا انعام

دونوں جہان کی کامیابی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (آل عمران آیت ۱۵۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو کافر ہوئے اور وہ اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جب وہ ملک میں سفر پر نکلیں یا جہاد پر جائیں۔ اگر ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ اس خیال سے ان کے دلوں میں افسوس ڈالے۔ اور اللہ ہی جلاتا اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھنے والا ہے۔

اس آیت شریفہ میں منافقوں سے ایک فاسد عقیدہ اور غلط چال کی قلعی کھولی گئی ہے۔ وہ سچے اور مخلص مجاہدین کو جو دین کی حفاظت کی خاطر سفر اختیار کرتے اور دشمنانِ دین کے ساتھ جہاد کرتے انہیں کہتے اگر تم سفر اور جہاد نہ کرتے اور ہماری طرح گھروں میں رُکے رہتے تو مرنے مارنے کی نوبت نہ آتی۔

مخلص مومنین کو ایسے خیال کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیے۔ کیا جہاد میں جانے والے سب شہید ہو جاتے ہیں؟ کیا گھروں میں موت سے ڈر کر بیٹھ رہنے والے سب موت سے بچ جاتے ہیں؟ موت تو اپنے وقت مقررہ پر آتی ہے۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ

۱- دشمنانِ دین کے غلط اور پست ہمت کرنے والے پروپیگنڈا کا ذرا بھی دل میں اثر نہ لیں۔

۲- دین کی حفاظت اور اسلامی سلطنت کی بقا کے لئے بوقتِ ضرورت فوراً سفر اور جہاد کے لئے نکل پڑیں۔

۳- موت کا خیال دل سے نکال دیں۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مقررہ وقت سے پہلے اس کا آنا ناممکن ہے اور مقررہ وقت پر اس کا ٹالنا ممکن نہیں ہے۔

۴- سفر اور جہاد جو فریضۂ الٰہی کی تکمیل کی خاطر کیا جائے وہ خوشی اور مسرت کا باعث بننا چاہیے۔ ایسے وقت حسرت اور افسوس اور مایوسی کفار اور منافقوں کا شیوہ ہے مومن ان کے قریب نہیں جاتا۔

موت سے ڈر کر جہاد سے نہ رُکو

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ (النساء آیت)

ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو گے موت تمہیں آپکڑے گی۔ اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی ہو۔

یعنی تم کیسے مضبوط اور محفوظ اور مامون مکان میں رہو مگر موت تم کو کسی طرح نہ چھوڑے گی، کیونکہ موت ہر ایک کے واسطے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے — اپنے وقت پر ضرور آئے گی۔ کہیں ہو۔ سو اگر **جہاد** میں نہ جاؤ گے تو بھی موت سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔ تو اب جہاد سے گھبرانا اور موت سے ڈرنا اور کافروں سے مقابلہ سے خوف کرنا بالکل نادانی اور اسلام میں کچے ہونے کی بات ہے۔ (حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ)

ایک واقعہ

اس سلسلے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ نے تقریباً ایک سو بیس لڑائیوں میں حصہ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو سیف اللہ کا لقب عطا ہوا تھا۔ سارا جسم تیر اور تلواروں کے زخموں سے چھلنی ہو گیا ہوا تھا سارے بدن پر بالشت بھر جگہ ایسی نہ تھی جہاں تیر یا تلوار کا زخم نہ لگا ہو۔ جب وصال کا وقت قریب آیا تو فرمایا "افسوس! میری ساری زندگی میدانِ جنگ میں گذری اور آج میں بستر پر ایڑیاں رگڑ کے جان دے رہا ہوں۔" (سیر الصحابہؓ)

میدانِ جنگ سے نہ بھاگو

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (الاحزاب۔ آیت ۱۶)

ترجمہ: کہہ دو اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اس وقت سوائے تھوڑے دنوں کے نفع نہیں اٹھاؤ گے۔

یعنی جس کی قسمت میں موت ہے وہ کہیں بھاگ کر نہیں جان بچا سکتا۔ قضائے الٰہی ہر جگہ پہنچ کر رہے گی۔ اور اگر ابھی موت مقدر نہیں تو میدان سے بھاگنا بے سود ہے۔ کیا میدان جنگ میں سب مارے جاتے ہیں؟ اور فرض کرو بھاگنے سے بچاؤ ہی ہو گیا تو کے دن؟ آخر موت آنی ہے۔ اب نہیں چند روز کے بعد آئے گی اور نہ معلوم کس سختی اور ذلت سے آئے۔

(حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ)

سلطان ٹیپو کا مقولہ

مجاہد اسلام حضرت سلطان ٹیپو شہیدؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ "گیدڑ کی سو برس کی زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے"۔

یعنی میدان جنگ میں جانا اور زندگی اور موت کا خیال نہ رکھنا شیر دل مجاہدوں کا کام ہے بخطر کے وقت یہ شیر کی طرح دشمن پر جھپٹتے ہیں۔ گیدڑ کی طرح دُم دبا کر بھاگنا منافقوں اور کافروں کا کام ہے۔

آہنی دیوار

میدانِ کارزار میں مسلمان بڑا ہی دلیر اور قوی ہوتا ہے وہ دوسرے مجاہدوں کے ساتھ مل کر دشمن کے سامنے ایک آہنی دیوار کی طرح بن جاتا ہے جسے توڑنا دشمن کے لئے ناممکن ہے۔ ان مجاہدین سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ انہیں کامیابی عطا فرماتا ہے۔ ان کے ذریعے اسلام کا جھنڈا بلند کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (الصف آیت)

ترجمہ: بے شک اللہ ان کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

موت مقررہ وقت پر آئے گی

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ۝ (آل عمران۔ آیت ۱۴۵)

ترجمہ: اور اللہ کے حکم کے سوا کوئی مر نہیں سکتا۔ ایک وقت مقرر لکھا ہوا ہے اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے گا ہم اسے دنیا ہی میں دے دیں گے۔ اور جو آخرت کا بدلہ چاہے گا ہم اُسے اس میں سے دیں گے اور ہم شکر گذاروں کو جزا دیں گے۔

ہمت نہ ہارنا

کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور مقررہ وقت پر اس کا آنا یقینی ہے اس لئے مومن میدانِ کارزار میں صبر، مستقل مزاجی اور بڑی ہمت سے کام لیتا ہے اور اپنے ارادوں میں سستی نہیں دکھاتا۔

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (آل عمران آیت ۱۴۶-۱۴۸)

ترجمہ: اور کئی نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت

اللہ والے لڑے ہیں۔ پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں اور نہ سُست ہوئے ہیں اور نہ وہ دبے ہیں۔ اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہا کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور جو ہمارے کام میں ہم سے زیادتی ہوئی ہے۔ اور ہمارے قدم ثابت رکھ۔ اور کافروں کی قوم پر ہمیں مدد دے۔ پھر اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا۔ اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

۱۔ (وکاین من نبی ....) یعنی تم سے پہلے بہت اللہ والوں نے نبیوں کے ساتھ ہو کر کفار سے جنگ کی ہے جس میں بہت تکلیفیں اور سختیاں اٹھائیں۔ لیکن ان شدائد و مصائب سے نہ ان کے ارادوں میں سُستی ہوئی، نہ ہمت ہارے نہ کمزوری دکھائی۔ نہ دشمن کے سامنے دبے۔ اللہ تعالٰے ایسے ثابت قدم رہنے والوں سے خاص محبت کرتا ہے۔ یہ اُن مسلمانوں کو تنبیہہ فرمائی اور غیرت دلائی جنہوں نے اُحد میں کمزوری دکھلائی تھی حتیٰ کہ بعض نے یہ کہہ دیا تھا کہ کسی کو بیچ میں ڈال کر ابوسفیان سے امن حاصل کر لیا جائے۔

مطلب یہ ہے۔ کہ جب پہلی امت کے حق پرستوں نے مصائب و شدائد میں اس قدر صبر و استقلال کا ثبوت دیا تو اس امت کو (جو خیر الامم ہے) اُن سے بڑھ کر صبر و استقامت کا ثبوت دینا چاہیئے۔

۲۔ (وما کان قولھم ....) یعنی مصائب و شدائد کے ہجوم میں نہ گھبراہٹ کی بات کہی نہ مقابلہ سے ہٹ جانے اور دشمن کی اطاعت قبول کرنے کا ایک لفظ زبان سے نکالا۔ بولے تو یہی بولے کہ خداوندا! تو ہم سب کی تقصیرات اور زیادتیوں کو معاف فرما دے۔ ہمارے رب ہمارے دلوں کو مضبوط و مستقل رکھ تاکہ ہمارا قدم جادۂ حق سے نہ لڑکھڑائے۔ اور ہم کو کافروں کے مقابلہ میں مدد پہنچا وہ سمجھے کہ بسا اوقات مصیبت کے آنے میں لوگوں کے گناہوں اور کوتاہیوں کو دخل ہوتا ہے۔ اور ہم میں کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس سے کبھی تقصیر نہ ہوئی ہو گی۔ بہرحال بجائے اس کے کہ مصیبت سے گھبرا کر مخلوق کی طرف جھکنے کے اپنے خالق و مالک کی طرف جھکے۔

۳۔ (فاتھم اللہ ....) یعنی دنیا میں اُن کی فتح و ظفر کا سکہ بٹھا دیا۔ وجاہت و قبول عطا کی۔ اور آخرت کا جو بہترین ثواب ملا۔ اُس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ دیکھو جو لوگ خدا تعالٰے سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھیں اور نیک کام کریں، اُن سے خدا محبت کرتا ہے اور ایسا پھل دیتا ہے

شہداء کی آخرت کی زندگی

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ ٥ (البقرہ۔ آیت ۱۵۴)

ترجمہ:۔ اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

۱۔ شہید سکرات اور جان کندن کی سختیوں سے محفوظ اور مامون رہتا ہے۔

حدیث: شہید کو شہادت کے وقت صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تم کو ایک چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف محسوس ہوتی ہے (مشکوٰۃ)

۲۔ منجملہ دیگر انعامات کے شہید کے لئے چھ خصوصی انعامات ہیں:۔

(۱) اُسے پہلی ہی بار (خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخش دیا جاتا ہے۔ (۲) اسے (جان نکلنے کے وقت) اس کا ٹھکانہ جنت میں دکھایا جاتا ہے۔ (۳) وہ قبر کے عذاب سے بچا رہتا ہے (۴) قیامت کے دن کی گھبراہٹ اور پریشانیوں سے امن میں رہتا ہے (۵) اس کے سر پہ وقار کا تاج رکھا جائیگا کہ اس کا یاقوت دنیا اور دنیا کی سب چیزوں سے بہتر ہو گا (۶) اور اس کی شفاعت اس کے ستر رشتہ داروں کے حق میں قبول کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

۳۔ مجاہد بڑا خوش نصیب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کے عمل کا ثواب جاری رہتا ہے۔

حدیث: ہر شخص کا عمل مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے مگر وہ شخص جو اللہ تعالٰے کی راہ میں محافظت کرتا ہوا مارا جائے۔ اس کے عمل کا ثواب قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے بھی مامون رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ شہید ہی ہے جو دنیا میں واپس آ کر بار بار جہاد کرنے کی تمنا کرتا ہے۔

حدیث: جو شخص جنت میں داخل ہو جاتا ہے وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے اور روئے زمین کی چیزیں اسے دے دی جائیں۔ ہاں شہید اس بات کا آرزومند ہوتا ہے کہ دوبارہ دنیا میں جا کر دس مرتبہ شہید ہو کیونکہ اس کو شہادت کے بہترین درجات دکھائی دیتے ہیں۔ (بخاری)

شوقِ شہادت

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر بدر میں مشرکوں کے آنے سے پہلے پہنچ گئے۔ آپ نے مجاہدین کو فرمایا کہ جنت کے راستہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ ہاں اس جنت کے جس کا عرض آسمان اور زمین کی مانند ہے۔

ایک صحابی حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا۔ خوب! خوب! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ تم نے یہ الفاظ کیوں کہے۔ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! قسم ہے اللہ تعالٰے کی ان الفاظ سے اس کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے کہ میں جنت میں جاؤں۔ میری بھی ایک آرزو ہے۔ آپ نے فرمایا تو جنتی ہے۔ اس کے بعد عمیرؓ نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور ان کو کھانا شروع کیا اور پھر کہا۔ اگر میں کھجوروں کو دوبارہ کھانے تک زندہ رہا تو یہ ایک لمبی زندگی ہو گی۔ یہ کہہ کر باقی کھجوریں پھینک دیں۔ اور میدانِ کارزار میں کود پڑا۔ مشرکوں کے ساتھ جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ (مشکوٰۃ)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ۔ یعنی جنت کے دروازے تلواروں کے سایہ میں ہیں۔

ایک خستہ حال شخص نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ اے ابوموسیٰؓ! کیا آپ نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں سنی ہے۔ یہ سن کر وہ شخص اپنے دوستوں کے پاس آیا اور انہیں الوداعی سلام کہا۔ اپنی تلوار کو نیام سے نکالا اور نیام کو توڑ پھینک دیا۔ تلوار لے کر میدانِ کارزار میں گھس گیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ (مشکوٰۃ)

ان بلند مرتبہ اور بلند ہمت حضرات کی زندگیاں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اللہ تعالٰے ہمیں ہمارے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اُداس ہے مسجد اقصیٰ

حبیب جالب

سُلگ رہی ہے ہر اک دل میں مصر و شام کی آگ
بڑھے گی، اور بڑھے گی یہ انتقام کی آگ

○

جو ویت نام میں شعلہ فشاں ہے مدت سے
عرب کو گھیرے ہوئے ہے اسی نظام کی آگ

○

بس ایک ہی میرا دشمن ہے ساری دنیا میں
اسے جلا کے رہے گی میرے کلام کی آگ

○

اداس ہیں در و دیوارِ مسجدِ اقصیٰ
صدائیں دیتے ہیں مینارِ مسجدِ اقصیٰ

درس قرآن

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب واہ کینٹ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۲)

کسی زمانے میں کچھ ایسے لوگ گذرے ہیں، چند آدمی، کچھ ایسا فرقہ بے دینوں کا، انہوں نے کہا، ہم باقی قرآن کو تو مانتے ہیں لیکن سورۂ یوسف کو نہیں مانتے۔ اس میں یوسف اور زلیخا کا قصہ ہے۔ ایسے بے دین بھی تو دنیا میں رہتے ہیں۔ جو قرآن مجید کو اپنے عقل سے ناپتے ہیں۔ جمہور علمائے اسلام اور آئمۃ المسلمین اور سارے مسلمان روزِ اول سے لے کر آج تک قرآن مجید کو اللہ کا کلام سمجھتے ہیں اور سورت یوسف کو قرآن مجید کا حصہ سمجھتے ہیں۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالاتِ زندگی میں اللہ تعالیٰ نے دو عبرتیں رکھیں جو عبرتیں میرے لئے، آپ کے لئے، اور اللہ کی بات پر یقین کرنے والوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں ———

علماءِ اسلام نے فرمایا کہ سورتِ یوسف اور سورتِ مریم، یہ دو سورتیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس حد تک مکرّم و معظم ہیں۔ یہ صرف برکات ہیں، فضائل کے طور پر، کہ "اہلِ جنت" جنت میں بھی ان کی تلاوت کریں گے۔ اور سورتِ یوسف کے متعلق بعض آئمہ تفسیر نے فرمایا کہ جو مغموم انسان، مصیبت زدہ انسان، پریشان حال انسان، سورتِ یوسف کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُسے سرور اور فرحت عطا فرماتے ہیں۔ آخر قرآن سارے کا سارا ہی تو شفاء ہے۔

میرے بھائیو! اس سورتِ مقدسہ کو الٓرٰ کے ساتھ شروع کیا گیا ہے جو حروفِ مقطعات میں سے ہیں۔ میں شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ حروفِ مقطعات جن سورتوں کے شروع میں آتے ہیں ان میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے اس سورت میں آنے والی بات سننے والے کے ذہن میں نہ آسکے، وہ اس بات کو اپنے عقل کے ساتھ نہ ناپیں ——— بلکہ جس طرح حروفِ مقطعات کے معانی وہ نہیں جانتے لیکن پھر بھی مانتے ہیں کہ حروفِ مقطعات اللہ کا کلام ہے، اسی طرح اس سورت میں آنے والا جو مضمون ہوگا اس کے متعلق بھی ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ وہ بھی اللہ کی بات ہے اور وہ بات یوں ہوئی ہے اگرچہ بظاہر عقل میں وہ بات نہ آتی ہو۔

ابھی میں آپ کے سامنے عرض کر چکا کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق اگر آپ خالی الذہن ہو کر یوں سوچیں کہ وہ بچہ جس کو بھائی کنوئیں میں پھینک رہے ہیں وہ کس طرح ایک ملک کا بادشاہ ہو سکتا ہے؟ اور وہ کس طرح وہی بھائی اس کے سامنے دریوزہ گری کی شکل میں جا سکتے ہیں؟ تو قرآن نے ارشارہ فرمایا حروفِ مقطعات لا کر کہ جس کو کہ الٓرٰ کے اللہ کا کلام ہونے پر یقین ہے۔ اسی طرح آنے والی بات کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جب بھائیوں نے کنوئیں میں پھینکا، وہ کنوئیں سے نکالے گئے، مصر کے بازار میں جا کر بکے، وہاں پھر ان کو اللہ نے حکومت عطا کی، اللہ نے نبوت عطا کی۔ یہ ساری کی ساری باتیں ممکنات ہیں، جن باتوں کو تم ناممکن سمجھتے ہو وہ تمہارے احاطۂ اثر میں تو ناممکن ہو سکتی ہیں لیکن وہ اللہ جو عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے اس کے حضور میں کوئی بات ناممکن نہیں۔ حروفِ مقطعات اس طرف اشارہ کر دیا کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ؕ یہ جو کچھ تم سن رہے ہو، جو کچھ تم پر ابھی پڑھی جائیں گی یہ قصہ نہیں ہے، یہ کہانی نہیں ہے، یہ کوئی صرف تاریخی واقعہ نہیں ہے۔ کہ اس کو یوں کہہ کر ٹال دیا جائے۔ یہ سورت یوسف کے جو واقعات اور حالات ہیں یہ آیات ہیں اس کتاب کی جو روشن کتاب ہے۔

قرآن مجید کی ساری آیات خواہ میرے بزرگو! وہ تاریخی شہادتیں ہوں، وہ کسی قوم کی تباہی کے حالات ہوں، ان کے احکام ہوں، اوامر ہوں، نواہی ہوں، عبرتیں ہوں، امثال ہوں، کچھ بھی ہو، جس کو ہم قرآن کہتے ہیں، جو ہمیں سنایا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بزرگو! وہ سارے کا سارا قرآن ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے، فرض ہے ——— ہم یوں پہلوتہی نہیں کر سکتے کہ فلاں بات ہمارے ذہن میں نہیں آتی یا فلاں بات نہیں پچتی۔ قرآن کریم آپ پڑھ لیجئے۔ کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسی باتوں پر اعتراض کیا ——— اور یہ اعتراض جو تھا بد دلی کے ساتھ تھا، بے دینی کے ساتھ تھا۔ مثلاً سورت بقرہ میں آتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ (بقرہ ۲۶) اللہ فرماتے ہیں کہ میں جو مثال دیتا ہوں مچھر کی یا اس سے کم و بیش کی، یہ بھی ایک ابتلا ہے، یہ بھی ایک امتحان ہے۔ جو لوگ مومن ہیں، جو لوگ یقین لانیوالے ہیں، جو لوگ مجھ پر اور میرے نبی پر ایمان رکھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں ——؟ فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وہ تو یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ کہا گیا یہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے۔ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۔ اور جو منکر ہیں، وہ حجت بازی کرتے ہوئے کہتے ہیں مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ اللہ نے اس کو مثال دے کر کیا کہنا چاہا؟ یہ بھی کوئی مثال کی چیز تھی؟ معلوم ہوتا ہے قرآن مجید میں جو کچھ بھی آیا، اللہ نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا خواہ وہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ہم اس کو جس طریقے پہ بھی دیکھیں، ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم اس کو اللہ کا کلام سمجھیں۔

(باقی ص۱۵ پر)

جب میں نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا تو آپ نے مجھے ناصحانہ انداز میں فرمایا کہ :-

"اقتصادی آزادی ایمان کی بنیاد ہے اور جب تک ہم اپنی ضروریات کے لئے غیر ممالک کے محتاج ہیں اقتصادی آزادی کی منزل کو نہیں پہنچ سکتے اور دیکھئے میں کھدر کا لباس اس لئے پہنتا ہوں کیونکہ یہ ہمارے اپنے ملک کا بنا ہوا ہے۔ اور جب یہ کپڑا خریدتا ہوں تو اس کا فائدہ اس ملک کے غریب پارچہ باف کو پہنچتا ہے"۔

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نصیحت میں نے پلّے باندھ لی اور ساری زندگی میں نے کھدر کے علاوہ اور کوئی لباس نہیں پہنا ۔ میری کھدر پوشی درحقیقت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کا ثمرہ ہے"۔

یہ تھے وہ الفاظ جو محکمۂ اوقاف کے سربراہ جناب محمد مسعود نے علماء کی مجلس مذاکرہ منعقدہ ۲۴ راگست ۱۹۶۹ء کو بی ۔ این ۔ آر سنٹر لاہور میں اپنی تقریر کے دوران فرمائے ۔

علماء کی مجلس مذاکرہ کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کے لئے راقم الحروف اپنے بزرگ رہنماؤں حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان، مولانا عبدالحکیم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی، مولانا محمد اجمل امیر جمعیۃ علماء اسلام لاہور اور دیگر حضرات کی رفاقت میں پہنچا۔

مجلس مذاکرہ میں تمام مکاتبِ فکر کے جلیل القدر علماء کرام، رہنمایانِ ملت، صحافی اور دانشور موجود تھے۔

ممتاز علماء کرام میں سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ بھی موجود تھے اور مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی مولانا تاج محمود لائل پوری، مولانا علاؤالدین ڈیروی، مولانا بادشاہ گل اکوڑہ خٹک، مولانا سمیع الحق ایڈیٹر الحق اور دیوبندی مکتب فکر کے دیگر حضرات بھی۔

بریلوی مکتب فکر کے مولانا شاہ عارف اللہ قادری راولپنڈی بھی تھے، مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا خلیل احمد قادری اور مولانا محمد یوسف سہروردی بھی ــ اہلحدیث حضرات بھی تھے اور ملک کے مایۂ ناز اہلِ قلم میں سے

یہ عظیم سانحہ ہے کہ قبلہ اوّل بھ

انگریزی تہذیب و تمدن کو ملک سے نکالنے ک

میری کھدر پوشی حضرت مولانا احمد

"جس قوم کے پاس اپنا اسلحہ او

علماء کی مجلس مذاکرہ میں جناب

پروفیسر محمد سرور، میاں محمد شفیع (م ـ ش) مولانا حنیف ندوی، جناب اکمل علیمی اور پروفیسر خالد علوی بھی۔

غرضیکہ مختلف طبقہ ہائے خیال کے لوگ اس مجلس مذاکرہ میں شریک تھے۔ محکمۂ اوقاف کے ناظمِ اعلیٰ جناب محمد مسعود نے اپنے روائتی انداز میں معرکہ آراء صدارتی خطبہ پڑھا ۔ جس میں انہوں نے ملّتِ اسلامیہ کے اہم مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے بعض ایسی باتیں فرمائیں جو گہرے غور و فکر کی محتاج ہیں۔

قبلۂ اوّل کی بے حرمتی کا سانحہ

حضرات علماء کرام، معزز حاضرین !

میں یہاں جو آپ کے سامنے کھڑا ہوں تو مجھے بے اختیار اسلام کے قبلۂ اول کی بے حرمتی کا تین دن پہلے کا اندوہناک سانحہ یاد آتا ہے ۔ اس پر صرف آپ حضرات کے نہیں، صرف پاکستانیوں کے نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے دل دکھی ہیں اور ان کے سامنے صلیبی جنگوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے، جب کوئی نو سو سال پہلے یورپ کے حملہ آور عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا اور اس مقدس شہر میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا۔ اسلامی تاریخ کا یہ بڑا نازک دور تھا کہ

مسلمانوں کا قبلۂ اوّل

یورپی حملہ آوروں کے قبضے میں چلا گیا تھا لیکن مسلمان ہمت نہیں ہارے ۔ ان میں نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی جیسے اسلام کے فرزند پیدا ہوتے اور ان کی تلوار نے اس مقدس سرزمین کو اجنبی غاصبوں سے پاک کیا۔

آج بھی ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے بشرطیکہ وہ اپنی آپ مدد کریں ۔

یہاں میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں ۔ نورالدین اور صلاح الدین نسلاً کُرد تھے ۔ اور ان کی فوج میں سب قوموں کے مسلمان تھے ۔ ان سب نے متحد ہو کر حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور آخر میں اللہ تعالےٰ نے انہیں کامیاب کیا ۔ مجھے یقین ہے کہ علمائے کرام ملت کی صفوں کو متحد کرنے میں آج بھی پوری کوشش کریں گے ۔

غیر ملکی افکار و نظریات

مسلمان بحیثیت ایک ملت کے ایک اور عظیم خطرے سے بھی آج دو چار ہیں ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔ یورپ، امریکہ، روس اور چین سے ایک سیلاب کی شکل میں نئے افکار آ رہے ہیں ۔ ان افکار کے ساتھ نئی تہذیب، نئی معاشرت، نئی معیشت، بلکہ زندگی کے تمام نئے رنگ ڈھنگ ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں ۔ اب اگر ان چیزوں کو ہمارے ملک میں پھیلنے اور کھل کھیلنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی، تو اسلام کا، ملت کا اور اس مملکت کا کیا حشر ہوگا ۔ آپ حضرات خود اس کا اندازہ کر سکتے ہیں ۔ اس خطرے کی روک تھام

...ڈیوں کے قبضہ میں چلا گیا

...ے لیے مسلسل جدوجہد اور بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے

...علی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کا ثمرہ ہے

"...ہتھیار نہ ہوں وہ ہمیشہ غلام رہتی ہے"

...محمد مسعود ناظم اعلیٰ اوقاف کی تقریر

ضروری ہے اور یہ جلد سے جلد ہونی چاہیئے۔ یہاں میں آپ کے سامنے تاریخِ اسلام کے دو واقعات عرض کروں گا۔

عباسی خلافت کے شروع میں یونانی افکار اور قدیم مجوسی تہذیب اسی طرح ملتِ اسلامی پر حملہ آور ہوئی تھی جیسے اس عہد میں اورپ کے ملکوں کے افکار اور تہذیبیں حملہ آور ہو رہی ہیں۔

اس کے بعد چنگیز خاں، ہلاکو اور ان کے جانشینوں نے دریائے کابل سے لے کر مصر کی سرحدوں تک پوری اسلامی دنیا کو تباہ و برباد کر دیا اور یہ ڈر پیدا ہو گیا کہ اسلامی تہذیب کے ساتھ خدانخواستہ کہیں اسلام بھی خون اور آگ کے اس سیلاب میں نہ بہہ جائے، لیکن تاریخ نے دیکھا:

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانوں سے

یہ کیسے ہوا، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سب علماءِ کرام، حکماءِ اسلام اور صوفیاءِ عظام کی برکت تھی۔ عباسی عہد میں ہمارے ان بزرگوں نے یونانی فلسفے کا رد اس سے بہتر اسلامی فلسفے سے کیا۔ انہوں نے منطق و فلسفہ پڑھا اور علوم میں بھی مہارت حاصل کی اور اس طرح ذہنی و علمی لحاظ سے بلند مقام پر پہنچ کر یونانیت پرستوں کو زک دی۔

تاتاری دور میں بھی یہی ہوا۔ وحشی اور خونخوار تاتاری جب مسلمان علماء و صوفیاء سے ملے تو انہیں اخلاقی، ذہنی اور تہذیبی سطح پر اتنا اونچا پایا کہ وہ ان کی طرف کھنچ گئے اور اسلام قبول کئے بغیر ان کے لئے چارہ نہ رہا۔

نئی تعلیمی پالیسی اور علماء

محکمۂ اوقاف کی شروع سے یہ کوشش رہی ہے کہ اس ملک میں دینی مدارس اور دینی تعلیم کا معیار بلند ہو۔ اور علمائے کرام کا وقار بڑھے اور ان کی ضرورت و اہمیت تسلیم کی جائے۔ صرف اسی طرح یہ مملکت صحیح معنوں میں اسلامی ہو سکتی ہے اور ترقی کر سکتی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ موجودہ حکومت نے تعلیم کی اپنی نئی پالیسی میں محکمۂ اوقاف کے اس مطالبے کو منظور کر لیا ہے۔ چنانچہ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ سرکاری ملازمتوں کے دروازے دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے بھی اسی طرح کھلے ہوں، جیسے سکولوں اور کالجوں کے طالب علموں کے لئے ہیں۔ اس کے لئے دینی مدارس میں بعض نئے مضامین پڑھانے کی سفارش کی گئی ہے۔

ہمیں حکومت کی اس پالیسی کا خیر مقدم کرنا چاہیئے اور دینی مدارس کو کوشش کرنی چاہیئے کہ اس پر جلد سے جلد عمل درآمد ہو۔

اس نئی پالیسی میں دو اور بھی بڑی اہم اور دور رس تجویزیں ہیں۔ ایک یہ کہ انگریزی زبان کو تعلیم اور حکومت کے دوسرے معاملات میں جو غلبہ حاصل ہے، یہ ختم کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ تمام غیر ملکی مشنری سکولوں کو حکومت اپنی تحویل میں لے لے۔

میں آپ حضرات سے یہ عرض کروں گا کہ اس نئی تعلیمی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کو پیش پیش ہونا چاہیئے۔

انگریزی کا تسلط

آپ ہی کے وہ بزرگ تھے جنہوں نے انگریزی تسلط کی ابتداء میں قوم کو اپنا دینی، ملی و تہذیبی وجود محفوظ رکھنے میں مدد دی اور انگریزیت کہ جس کا سب سے بڑا ہتھیار انگریزی زبان تھا، قومی زندگی سے دور رکھا۔ آپ کے قائم کردہ دینی مدارس وہ حصار تھے۔ جن کے اندر ہماری تہذیب غیر ملکی سیلاب سے بچ سکی۔ آپ کے بزرگوں کا یہ کارنامہ ہی اسلام کے احیاء کا باعث بنا ہے۔ انگریزی تسلط کے خاتمے کی وجہ سے اب انگریزیت اور انگریزی زبان پسپا ہونے پر مجبور ہے۔

جس دن انگریزی زبان کا اقتدار ختم ہوا، وہ دن حقیقت میں ان اعلیٰ قدروں کی کامرانی کا ہوگا، جو آپ کو اور آپ کے بزرگوں کو دل و جان سے زیادہ عزیز تھیں۔

غیر ملکی مشنری سکولوں کے اثرات کتنے تباہ کن ہیں۔ آپ حضرات کو معلوم ہے۔ حکومت کی اس تجویز پر عمل درآمد کرانا آپ کا فرض ہے اور اس کے لئے ہم سب کو حکومت سے تعاون کرنا چاہیئے۔

علماء کے لئے تلواریں

جناب محمد مسعود صاحب نے خطبۂ صدارت کے مندرجات کے بعد فی البدیہہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

آپ حضرات کو آج مجلس مذاکرہ کے بعد شاہراہ قائداعظم پر عجائب گھر کے سامنے جو گرانڈیل توپ رکھی ہے دکھائی جائے گی یہ توپ دو سو سال پہلے کی نشانی ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ لاہور میں بنی ہے۔ یہ توپ بتاتی ہے کہ گوروں کا مقابلہ کرنے کے لئے اور حملہ آوروں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے ہم اسلحہ خود لاہور ہی میں بناتے تھے۔ اسلحہ کے لئے ہم بیرونی ممالک کی امداد کے دست نگر نہ تھے۔

حضرات! مجھے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان خوب یاد ہے انہوں نے فرمایا تھا:

"جن قوموں کے پاس اپنے ہتھیار ہوں وہ آزاد ہوتی ہیں اور جو ہتھیاروں کی محتاج ہوں وہ ہمیشہ غلام رہتی ہیں۔"

...ریر
...اہد الحسینی
...ندام الدین لاہو

مسعود صاحب نے کہا: میں محکمۂ اوقاف کے تمام آئمہ اور خطیب حضرات کو مجاہدوں کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں وہ جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوں تو ان کے ہاتھ میں قرآن مجید کے ساتھ ساتھ تلوار بھی ہونی چاہئے تب ہی وہ کفر کا موثر مقابلہ کر سکتے ہیں۔

عہد نبوی کی مسجدیں

مسعود صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ میں مسجد مسلمانوں کی "جائے نماز" ہی نہ تھی ان کی علمی، سیاسی اور انتظامی سرگرمیوں کا مرکز بھی تھی، وہیں ہتھیار رکھے ہوتے، وہیں کفار کے ساتھ جنگوں کے منصوبے بنائے جاتے، وہیں مجاہدین اسلام کی بھرتی کی جاتی۔"

مسلمانوں کی قوت کا زوال اس وقت شروع ہوا جب مسجد کو محض ایک "معبد" یعنی عبادت گاہ بنا دیا گیا۔

پٹھان کا معاشی فلسفہ

مسعود صاحب نے کہا ایک روز میں ٹیکسی میں سوار پاپوش نگر کی جانب جا رہا تھا، کراچی کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے اور طول و عرض میں پھیل گئی ہے شدید گرمی اور طویل مسافت نے پریشان کیا تو میں نے پٹھان ٹیکسی ڈرائیور سے دریافت کیا۔

کہ لوگ اپنی بستیاں اتنی دور کیوں بناتے ہیں۔ وہ بولا۔ یہ سب انگریز کا بدمعاشی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو پاکستانی افسروں نے منصوبے بنائے ہیں تم یہ کیسے کہتے ہو؟ اس نے کہا۔ پاکستانی افسر جو کام کرتا ہے وہ انگریز کو فائدہ پہنچانے کے لئے کرتا ہے۔ اس لئے میں اس کو انگریز کا اولاد سمجھتا ہوں۔

ٹیکسی ڈرائیور نے اپنی بات کی دلیل دیتے ہوئے کہا۔ بستی دور ہوگی تو سڑک طویل ہوگی اور اس کی تعمیر میں جو تارکول بچھایا جائے گا اس کی قیمت انگریز کو جائیگی۔ اور پھر آبادی شہر سے جتنی دور ہوگی اتنی موٹریں، کاریں، رکشا اور دوسری گاڑیاں آئیں گی وہ انگریز سے خریدی جائیں گی۔ پھر ان کا پٹرول انگریز سے لیا جائے گا۔

پٹھان ٹیکسی ڈرائیور نے ایک مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ دیکھو! اس مکان میں لوہا اور کنکریٹ بھی انگریز کو فائدہ پہنچانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مکان گرمیوں میں گرم ہوگا تو اس کو ٹھنڈا کرنے کا مشین (ایرکنڈیشنر) بھی انگریز سے خریدا جائے گا۔ اور سب سے حیرانی کا بات یہ ہے کہ مکان کا ٹٹی خانہ بھی انگریز کو فائدہ پہنچانے کے لئے بنایا جاتا ہے۔

مسعود صاحب نے کہا کہ پٹھان ٹیکسی ڈرائیور نے قومی معیشت کی خرابیوں پر جس عالمانہ انداز میں تبصرہ کیا ہے وہ کوئی ماہر معاشیات بھی بیان نہیں کر سکتا۔ اگر ایک مکان بنانے کے لئے تیس چالیس ہزار روپے بیرونی ملکوں کو دینا پڑیں تو ہماری آزادی کیا معنی رکھتی ہے؟

بکر منڈی کا چوہدری

مسعود صاحب نے کہا ایک روز میں اپنے لباس (کھدر) میں ملبوس، کندھے پر ایک دیسی شال ڈالے سیر کو جا رہا تھا۔ کہ اعلیٰ درجہ کے ولائتی سوٹ (کوٹ پتلون) میں ملبوس میرا ایک دوست پیچھے سے آیا اور کہنے لگا۔ اگر برا نہ مانو تو ایک بات کہہ دوں ---؟

میں نے کہا --- بتاؤ۔!

بولا۔ اس لباس میں تم بکر منڈی کے چوہدری معلوم ہوتے ہو۔

میں نے اس کی بات کا برا نہ منایا اور اسے بتایا کہ وطن کے دیسی لباس میں تمہیں بھنگی بھی دکھائی دوں تو کوئی افسوس کی بات نہیں۔ اس لباس میں کوئی میری ولدیت پر شک و شبہ نہیں کر سکے گا۔ لیکن جس لباس میں تم ہو اسے دیکھ کر شاید کوئی یہ سمجھے کہ یہ کسی انگریز یا امریکی کی اولاد ہے۔

انگریزی تہذیب کے خاتمہ کے لئے قربانی

مسعود صاحب نے کہا۔ ہم بائیس سال قبل انگریز کو اپنے وطن سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن انگریز کے کلچر اور اس کی تہذیب کو اب تک نہیں نکال سکے۔ جس طرح انگریزی اقتدار کو ختم کرنے کے لئے ہم نے خون بہا کر بڑی قربانیاں دی ہیں اسی طرح انگریزی کلچر، انگریزی تہذیب اور انگریزی زبان کو اس ملک سے نکالنے کے لئے ہمیں مسلسل جد و جہد اور قربانی کرنا پڑے گی۔ حملہ آوروں کو نکالنا آسان ہوتا ہے لیکن ان کے تہذیبی اور ثقافتی اثرات کو زائل کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔

اس وقت دشمن کے کلچر کا جادو ہمارے سروں پر چڑھ کر بول رہا ہے اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بعض علمائے دین کی اولاد انگریزی سکولوں میں تعلیم پا رہی ہے شاید وہ بیرونی کلچر کے دباؤ کے تحت ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

انگریز کے گماشتوں کا کردار

مجلس مذاکرہ میں جناب مسعود صاحب تقریر کر چکے تو سٹیج سیکرٹری مولانا عبدالقادر آزاد تبلیغی افسر محکمہ اوقاف مائیک پر تشریف لائے اور مولانا سید عارف اللہ شاہ راولپنڈی کا مقولہ نقل کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں تو مسعود صاحب کے بارے میں عجیب و غریب باتیں سنتا تھا لیکن آج ان کی بالمشافہ باتیں سن کر میرے شکوک و شبہات دور ہو گئے ہیں۔

مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا۔ انگریز کے گماشتے ایک ایسے شخص کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈا کر رہے ہیں جس کی ساری زندگی انگریزی تہذیب و تمدن کے خلاف جد و جہد کرتے گذری ہے۔

آخر میں مولانا عارف اللہ شاہ نے ناظم اعلیٰ اوقاف کے خیالات سے تاثیر محسوس کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سرکاری افسر کی سچی باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

انہوں نے کہا ماضی میں انگریز کے خلاف لڑنے والے علماء کو مطعون کرنے کی جو مکروہ روایت قائم ہوئی تھی وہ بدقسمتی سے آج بھی موجود ہے اور اب بھی جب علماء حق کوئی ایسی بات کہتے ہیں جس سے انگریزوں کے مفاد پر چوٹ پڑتی ہے تو ان پر الزام تراشی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انگریزی شاطروں کی پُر فریب چالوں سے نجات دے۔ آمین!

علمائے حق کے جاندار مقالے

علماء کی مجلس مذاکرہ میں جن حضرات نے مؤثر مقالے پڑھے ان کے اسماء گرامی

خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی — اسلام میں لوہے اور قوت کی اہمیت
حضرت علامہ محمد یوسف بنوری — فضائی تسخیر اور اسلام
مولانا سید حامد میاں صاحب — محنت اور کسبِ حلال۔
جناب بریگیڈیئر گلزار احمد صاحب — عسکری تنظیم اور اسلام
مولانا سید امین الحق شیخوپور — اسلام کا معاشی نظام
جناب غلام شاکر ترک — مسجد اور معاشرہ
جناب ایم اے خان — محکمہ اوقاف کا تعمیری کردار
جناب لطیف خلجی صاحب سٹیشن کمانڈر پی اے ایف — فضائی دفاع کی اہمیت
جناب ایم وائی صدیقی کمانڈر پاکستان نیوی — جنگ میں بحریہ کا کردار

مجلس مذاکرہ میں حضرت علامہ علاؤ الدین صدیقی وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور نے بھی ایک اجلاس کی صدارت کے فرائض انجام دیے۔

باٹا کمپنی میں دعوت

"اڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی" اور وہ یہ کہ مجلس مذاکرہ میں شرکت کرنیوالے مندوبین کو پورے لاہور کی سیر کرائی گئی اور آخری روز واہگہ، برکی اور باٹاپور بھی لے جایا گیا۔ باٹا کمپنی نے علماء کرام کے اعزاز میں شاندار دعوت کا اہتمام کیا۔ اکثر حضرات نے ان کی دعوت سے کام و دہن کو لذت بخشی۔ لیکن بعض علماء حق نے یہودیوں کی اس کمپنی کی دعوت میں شرکت سے گریز کیا۔ علماء کے لئے مغربی طرز کے مطابق کھڑے ہو کر کھانے پینے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اس دعوت میں جن حضرات نے شرکت سے گریز کیا ان میں سے مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی، مولانا علاؤ الدین اور مولانا عبدالقدوس ڈیرہ اسمٰعیل خان، مولانا عبدالعزیز گوجرانوالہ، مولانا عبدالسمیع سرگودھا، قاری محمد شریف قصوری، حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ، احمد عبدالرحمٰن صدیقی نوشہرہ اور پشاور اور گوجرانوالہ سے چند دوسرے علماء کرام کا ضمیر بھی جاگ رہا تھا اور انہوں نے "یہودی کمپنی" کی دعوت سے پہلو تہی اختیار کی۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

بقیہ: درس قرآن

اگر ہم نے اس میں ایک ذرہ برابر بھی کمی بیشی کی میرے بھائیو! تو جس طرح پورے قرآن کا انکار کفر ہے، ایک آیت کا، ایک کلمے کا، ایک کلمے کی حرکت کا انکار بھی کفر ہے۔

اس لئے فرمایا تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ یہ قصہ نہیں ہے یہ کہانی نہیں ہے۔ یہ تاریخ نہیں ہے، بلکہ یہ آیتیں ہیں اس کتاب کی جو روشن کتاب ہے، جو وضاحت کرنے والی کتاب ہے، بیان کرنے والی کتاب ہے حقیقتوں کو کھولنے والی کتاب ہے، حرام حلال کو تفصیل سے بیان کرنے والی کتاب ہے۔

اور وہ کتاب کیا ہے؟ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ کتابِ مبین کسی اور نے نہیں بنائی، اس کا مصنف اور ایڈیٹر کوئی اور نہیں ہے بلکہ اِنَّا بے شک ہم ہی نے، اَنْزَلْنٰهُ، اُتارا اس کتابِ مجید کو۔ اور اسے حیثیت کیا دی؟ قُرْاٰنًا، قرآن کی شکل میں۔ قرآن کا معنی مَقْرُوْ جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے اور یہ قرآن کیا ہے؟ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا، وہ قرآن جو عربی زبان کا قرآن ہے — لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ تاکہ تم بات کو سمجھ سکو۔

اس ایک آیت میں میرے بزرگو عقائد اور دینیات کے بہت سے مسائل بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ۔ ہم ہی نے اس کو اتارا، کتابِ مبین کو ہم نے اتارا — اس سورتِ یوسف کو ہم نے اتارا لیکن اس کتابِ مجید کی حیثیت کیا ہے؟ قُرْاٰنًا یہ قرآن ہے، سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اور قرآن بھی کیا؟ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا۔ وہ قرآن جو عربی زبان کا قرآن ہے۔

آج ہمارے ملک میں اور بیرونِ ملک میں بھی کچھ ایسے ذہن پیدا ہو چکے ہیں جو اللہ کی بات کو اپنی بات پر ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے بھی یہ فتنہ کھڑا ہوا۔ مصر میں کچھ زمانہ پہلے یہ فتنہ کھڑا ہوا تھا اس وقت حسنین مخلوف رحمۃ اللہ علیہ جامع ازہر کے شیخ تھے۔ ان کے زمانے میں مصر میں یہ فتنہ کھڑا ہوا تجدد کا، نئی راہ نکالنے کا۔ یہ بھی تلبیسِ ابلیس ہے ایک قسم کی کہ حکم مانا نہ جائے، اس میں راہیں نکالی جائیں، ترمیمیں کی جائیں۔ بندے کا کام تو خدا کا حکم ماننا ہے بھائی! اور میرے بزرگو! میرے دوستو! یاد رہے اسلام میں یہی قوت ہے کہ اسلام نے آنے والے فتنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ یہ نہیں کہ چونکہ فتنہ عام ہو گیا ہے لہٰذا اس کو مان لو۔

آج دنیا میں یہ بیماری یورپ اور دوسرے ملکوں میں آچکی ہے کہ جو برائی آج سے پچاس سال پہلے اُن کے ہاں برائی تھی۔ جب سوسائٹی میں وہ برائی اب مقبول ہو رہی ہے تو انہوں نے کہہ دیا۔ کہ چلو بھائی اب یہ برائی برائی نہیں بلکہ نیکی ہے۔ یہ دنیا میں دیکھ لیں، آپ اخبار بین دوست ہیں، سب کچھ جانتے ہیں کہ وہ چیزیں جو آج سے پچاس سال پہلے یورپ میں، امریکہ میں اور دنیا کے "عقلمند" کہلانے والے ملکوں میں جرم تھیں آج قانون بن گئی ہیں۔ امریکہ میں آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے شراب پینا حرام تھا، اب سوسائٹی کا جزو بن گیا ہے۔ اور انگلستان میں اور دوسرے ملکوں میں جو قانون بن رہے ہیں ازدواجی اور جنسی امور پر، وہ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کیونکہ اخباروں میں روزانہ پڑھتے رہتے ہیں۔ وہ بیچارے بھی کہتے ہیں گویا اللہ کے عذاب کا شکار ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ چونکہ یہ چیز سوسائٹی میں عام ہو گئی ہے۔ لہٰذا ہم اس کو اب قانون بنا لیں، یعنی جو بیماری زیادہ ہو جائے عام ہو جائے، اس کو پھر بیماری نہ کہو، وہ پھر "صحت" کی نشانی بن گئی ——

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

مذہب اسلام زندہ مذہب ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا، اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی، یہ حالات کے ساتھ نہیں بدلتا، بلکہ یہ تو مسلمانوں کو یہ مشورہ دیتا ہے۔ ع

ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

اقبال نے کہا کہ زمانے کا مرکب نہیں ہے مسلمان کہ جو زمانے نے بات بنا دی یہ قبول کر لے، ہر ایک کو سواری کرنے دے، نہیں، بلکہ یہ تو زمانے کے رخوں کو موڑنے والا ہے، زمانے کی باگ اس کے ہاتھ میں ہے، اس نے تو بت پرستوں کو مواحد بنایا، شرابیوں کو، زانیوں کو اللہ کا قریب بنایا یہ نہیں کہا کہ چونکہ یہ فتنہ عام ہے لہٰذا سپر ڈال دی جائے۔ (باقی آئندہ)

معرکۂ حق و باطل

محمد منصور خاں نعمانی

ایمان بڑی دولت ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے جس کو نصیب ہو جائے جس پر ہو جائے اس سے انسانیت سنورتی نکھرتی ہے، زندگی کا حسن دوبالا ہوتا ہے۔ روحانیت کا غازہ چمکتا ہے یہ ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے بیشمار چشمے ابلتے ہیں اور زندگی کا حقیقی لطف حاصل ہوتا ہے۔ اس دولت عظمیٰ کے سامنے تمام عشرت سامانیاں ہیچ ہیں اور تمام خسروانہ اقتدار اور ملوکانہ جاہ و جلال حقیر و مبتذل ہیں۔ فرعون کے عہد میں ایک کنیز، جو ایمان سے بہرہ ور تھی۔ فرعون کے محل میں رہ کر اس کے شاہانہ شوکت و تجمل کو دیکھ کر اور سایۂ عاطفت میں پل کر ایمان کا روشن چراغ اپنے سینہ میں لئے ہوئے تھی۔ وہ شہزادی کی خدمت، اس کے زلف و عارض کو مشک و گل سے حسیں بنانے میں مصروف رہتی تھی۔ ایک دن وہ شہزادی کی زلفیں سلجھا رہی تھی کہ کنگھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کنگھی اٹھا لی۔ شہزادی اس کلمہ سے ناآشنا تھی۔ وہ چونک سی گئی اس نے کنیز سے کہا۔ کہ تو نے یہ کیا کہا؟ کنیز نے کہا کہ میں نے اس خدائے عزوجل کا نام لیا جو دنیا کا خالق و مالک و رب ہے جس نے تمہارے باپ کو پیدا کیا اور تیرے باپ کو سلطنتِ عظمیٰ عطا کی۔ شہزادی اس بات کو بڑی حیرت سے سن رہی تھی اس کے حاشیہ خیال میں یہ بات بھی نہ تھی کہ میرے باپ کے علاوہ کوئی دوسرا مالک اور صاحبِ اقتدار روئے زمین پر ہے وہ عظمت و کبریائی کا حقیقی سرچشمہ اپنے باپ کو تصور کرتی تھی۔ عقل و دانش کا خزینہ اس کے خیال میں صرف باپ ہی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فرعون نے "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" کا نعرہ بلند کیا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک"۔ شہزادی نے یہ ساری گفتگو اپنے باپ کو کہہ سنائی ــــ فرعون جو اپنے آپ کو رب کہتا تھا ذہن میں حاشا وکلا یہ بات بھی نہیں تھی کہ اس کے علاوہ کوئی بادشاہ ہے۔ فرعون غصہ سے کانپ اٹھا۔ اس کا حکم شاہی نافذ ہوا کہ کنیز کو دربارِ شاہی میں حاضر کیا جائے۔ فرعون ملوکانہ جاہ و جلال کے ساتھ تخت پر جلوہ افروز ہے فرعون کہتا ہے کیا تو میرے علاوہ کسی اور رب کا تصور رکھتی ہے؟ کنیز نے صبر و استقامت سے جواب دیا کہ رب حقیقی تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تصدیق کی ہے ــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبری اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و الوہیت پر ایمان رکھتی ہوں۔ فرعون یہ دلیرانہ جواب سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ خسروانہ جاہ و جلال کا گنبد پاش پاش ہو گیا۔ یہ جواب اس کے علمِ بغاوت کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس نے اپنی گرجدار آواز میں جلاد کو حکم دیا کہ اس لڑکی کو چت لٹایا جائے اور اس کے سارے جسم میں کیلیں چبھائی جائیں۔ فرعون کی گرجدار آواز سن کر ایوان کے بام و در ہل گئے اور دریائے نیل کی لہراتی ہوئی موجیں یک بیک ساکت ہو گئیں۔ وہ وقت کتنا دلخراش تھا کہ فرعون کے محل میں ایک کنیز، جو کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان رکھتی ہو، فرعون کی خدائی سے ہٹ کر اس کے نرم و گداز پنڈلیوں میں جلاد ہتھوڑے سے آہنی کیلیں جڑ رہا ہے۔ اس حال میں بھی اس کی زبان میں جنبش ہے اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے اور فرعون کو مخاطب کر کے کہہ رہی ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ ہماری اس عارضی زندگی تک ہمارے جسموں پر حکومت کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہماری تمنا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری لغزشیں معاف کر دے۔ کیونکہ ہم جان چکے ہیں کہ جو شخص گناہگاری کی حالت میں خدا کے سامنے حاضر ہوگا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا جہاں موت نہ آئے گی نہ آرام نصیب ہوگا اور جو شخص مومن ہو کر خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو اس کے لئے ہر طرح کا سامان فراہم کر دیا جائے گا جو کبھی اس سے چھینا نہیں جائے گا۔

دریائے نیل کے کنارے محل کی ساری محفل سامانیاں موجود تھیں اس وقت جام و ساغر کے دور چل رہے تھے۔ اربابِ نشاط اس حال میں بھی بربط کے تاروں پر نغمے فضا میں بکھیر رہے تھے فرعون اور اس کے ہم نشین محظوظ اور خوش ہو رہے تھے۔ اس وقت کوئی طاقت ایسی نہیں تھی جو فرعون کی حریف اور مقابل ہو جو اس کو اس فعل مکروہ سے روک سکے۔ ہاں کچھ حضرات ایسے ضرور تھے جن کی آنکھیں نمناک تھیں، پوری کائنات ساکت تھی اور انسانی لبوں پر مُہرِ سکوت ثبت تھی۔ زمین پر مخلصین کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ کنیز کے پورے جسم کو کیلوں میں جکڑ دیا گیا تھا مگر صبر و استقامت نے اس کے تابانی چہرے کو مہر و ماہ بنا دیا تھا۔ اور ہر طرف کوثر و تسنیم کا رنگ پھیل رہا تھا۔

لیکن کنیز اپنی بات سے ہٹی نہیں۔ اور اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور زبان پر یہ الفاظ تھے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" فرعون یہ الفاظ سنتا تھا اور اس کا چہرہ دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح بھڑک رہا تھا۔ حکم جاری ہوا کہ اس پر انگارے ڈال دئے جائیں تاکہ اس کا پورا جسم دہک جائے اور ایوان میں یہ آواز گونجی کہ اس کے شیر خوار بچہ کو دہکتے ہوئے انگاروں میں ڈال دیا جائے لیکن فرعون کی تسکین خاطر اس سے بھی نہ ہوئی۔ حکم ہوا کہ اس کی ماں کو بھی آگ میں ڈال دیا جائے۔

گرچہ فرعون نے اس کو طرح طرح کی سزائیں دیں لیکن یہ اذیت و تکالیف اس کی ایمانی حرارت کو سرد نہ کر سکی۔ شاید انہیں لوگوں کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

"یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ"

نفیرِ جہاد

عظمت تفہیمی جھنگ صدر

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۴)

ترجمہ: دشمنانِ اسلام کے لئے جتنی بھی ہو سکے قوت تیار رکھو۔ اتنی قوت جس سے تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو مرعوب کر سکو۔ بلکہ ان دشمنوں کے لئے بھی تیار رہو جن کی دشمنی اگرچہ بظاہر دوستی کے غلافوں میں لپٹی ہوئی ہے لیکن اللہ تعالےٰ کے علم میں وہ تمہارے دشمن ہی ہیں — اور دیکھو اس سلسلہ دفاع و جہاد میں جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے وہ پورا پورا تمہیں واپس کر دیا جائے گا اور تمہاری ذرہ برابر حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

اے واعظِ جہاد، مگر تارکِ جہاد
تیغِ زبان کو ہمدمِ تیغِ نیام کر

اُمّت! ہم مسلمان اپنے آپ کو پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہتے ہیں — لیکن کیا واقع میں ہم امت ہیں؟ اور امتِ محمدیہ ہونے کی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں؟

کیا امت کے معنی نافرمان، مخالف اور دشمن کے ہیں؟

اگر امت کے یہی معنی ہیں تو بے شک ہمارا اُمتی ہونے کا دعوےٰ صحیح ہے۔ اور اگر امت کے یہ معنی نہیں ہیں۔ اور بلاشبہ نہیں ہیں — تو پھر میں صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم امتی ہونے کے دعوے میں صادق القول نہیں ہیں اس لئے کہ:۔

ہمارے جھوٹ کی گواہی خود ہمارے ہاتھ دے رہے ہیں۔ جب ہم اُن سے وہ سارے کام کرتے ہیں۔ جن سے صاحبِ امّت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے۔ اس جھوٹ کی گواہی خود ہمارے پاؤں دیتے ہیں۔ جب ہم اُن کو بے تکلف اس راستے پر چلاتے ہیں جس کو صاحبِ امّت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاکت کا راستہ قرار دیا ہے۔

اس جھوٹ کی شہادت خود ہماری آنکھیں دیتی ہیں جب ہم ان کو ایسے مشاہدات میں غرق کر دیتے ہیں جن کی طرف ادنیٰ توجہ کی اجازت بھی صاحبِ امّت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں دی ہے۔

اس جھوٹ کی شہادت خود ہمارے دماغ پیش کرتے ہیں جب ہم ان سے ایسی ایسی اسکیمیں تہذیب و ثقافت کے نام پر مرتب کرتے ہیں جن سے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی تردید اور تضحیک ہوتی ہے۔

پھر کیا ہم اس کے باوجود اپنے اُمتی ہونے کے دعوے میں حق بجانب ہیں؟ اور کیا ہم واقعی اُن برکتوں اور وعدوں کے حقدار ہیں جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امّت سے کر رکھے ہیں —!

توبہ! اس میں شک نہیں کہ ہم نے اب تک عصیان اور نسیان ہی کی زندگی گذاری ہے۔

اس میں بھی شک نہیں ہے کہ ہم آج تک اپنے اصلی مقام اور ذمہ داریوں سے غافل رہے ہیں۔

اور اس میں شک نہیں کہ ہم نے آج تک اسلام کے دشمنوں ہی جیسی کرتوتیں کی ہیں۔

لیکن پھر بھی ہم اپنے ربِّ رحیم اور نبیٔ رحمت سے مایوس نہیں ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے ہمارے غسلِ صحت کے لئے ایک ایسی شاندار **توبہ** تجویز کر دی ہے۔ جس کی برکت سے ہم ایک لمحہ کے اندر فاسق سے متقی اور دوزخی سے جنتی اور دشمنِ خدا سے محبوبِ خدا بن سکتے ہیں۔

سُنو! سُنو!

وہ شاندار اور طاقت ور توبہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جو اسلامی فرائض میں سب سے بڑا فریضہ اور نبیٔ آخر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سب سے بڑی سنت ہے۔ اسی سنت نے ہمارے سروں پر سرفرازی کے تاج رکھے تھے اور اسی سنت نے قیصر و کسریٰ کے تاج بھی ہمارے قدموں میں لا کر ڈالے تھے۔

اور ہاں ہاں، یہی وہ سنت ہے جس سے غافل ہو جانے کے بعد ہم ذلیل اور کمزور بھی ہوتے تو اتنے ہوئے کہ اندلس جیسی عظیم الشان اسلامی حکومت سے کتّوں کی طرح مار مار کر نکال دئے گئے۔ اور پورے آٹھ سو سال تک ہندوستان کی سرزمین پر اسلامی پرچم لہرانے کے باوجود آخر کار سات سمندر پار کے چند مسافر تاجروں سے شکست کھا کر اُن کے وفادار غلام بن گئے۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ ۱۹۴۷ء میں جب کافروں کے ہاتھوں ہماری اولاد کو ہمارے سامنے ذبح کیا جا رہا تھا تو اس وقت بھی ہمارا وہ حشر اسی وجہ سے ہو رہا تھا کہ ہم مدتِ دراز سے جہادِ فی سبیل اللہ کو اسلامی اور قومی زندگی سے خارج کر چکے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے قاری، مولوی اور خطیب بھی جب ہمیں منبر پر قرآن سناتے تھے تو اُس کے صفحات سے سورۃ انفال اور سورۃ توبہ کو نکال کر سناتے تھے۔ اور بہت بڑا جرم کرتے تھے۔

فرضِ عین! سطورِ بالا میں مَیں نے جہاد فی سبیل اللہ کو سنت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہی سنت اُس وقت فرضِ عین ہو جاتی ہے جب کفر کی طاقت میدانِ جنگ میں نکل کر اسلام اور مسلمانوں کو دعوتِ مبارزت دینے لگ جائے۔

مسلم نوجوانو! آج یہی صورتِ حال درپیش ہے۔ بھارت کا اسلام دشمن ہندو بھوپال اور حیدرآباد جیسی چھوٹی چھوٹی "فتوحات" سے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر خود پاکستان کو چیلنج کر رہا ہے۔ ایک مرتبہ پنجہ آزمائی کر چکا ہے۔ اور اب دوسری مرتبہ فیصلہ کن جنگ کرنا چاہتا ہے۔

غیرت مند نوجوانو! بھارت کے چیلنج کو آگے بڑھ کر قبول کر لو۔ خواب گاہوں سے نکل کر قبول کر لو، تفریح گاہوں سے نکل کر قبول کر لو — سینما ہالوں سے نکل کر قبول کر لو، دکانوں سے اُٹھ کر قبول کر لو، دفتروں سے اُٹھ کر قبول کر لو، کارخانوں سے نکل کر قبول کر لو، کلبوں، ہوٹلوں اور ثقافت گاہوں پر لعنت بھیج کر قبول کر لو، اپنی سرحدوں سے نکل کر قبول کر لو، دشمن کی سرحدوں میں داخل ہو کر قبول کر لو، ماؤں سے اجازت لے کر قبول کر لو، بیویوں اور بہنوں سے رخصت ہو کر قبول کر لو، کل کے بجائے آج قبول کر لو، بلکہ آج کے بجائے اب اور اسی لمحہ قبول کر لو۔

یہ چیلنج! یہ چیلنج ہمارے لئے عزت کا ذریعہ ہے۔ اس چیلنج میں ہمارے لئے

مسرت کے شادیانے ہیں، اس چیلنج میں ہمارے لئے بیداری کے ترانے ہیں۔

اس چیلنج کو ہمارا بچہ بچہ قبول کرتا ہے۔ مشرق میں بھی قبول کرتا ہے اور مغرب میں بھی، خشکی میں بھی قبول کرتا ہے اور تری میں بھی، زمین پر بھی قبول کرتا ہے اور آسمان میں بھی۔

اسلام

چیلنج کے بجائے اذان جہاد سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ اور اے بھارت! یقین رکھ اس اذان جہاد کو سن کر ہم سب اُسی طرح میدان کی طرف لپکنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ جس طرح پانچ وقت کی اذان نماز سن کر لپکنے کے عادی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے

باطل اور طاغوت کے طلسم ہوشربا کو ہر زمانے میں اپنے فرمانبردار بندوں کے ذریعے توڑا ہے اور آج بھی وہ اس کے طلسموں کو اپنے بندوں ہی کے ہاتھوں سپرد جہنم کروانا چاہتا ہے۔

آؤ!

اے مسلمانو اور کلمے کے شریک بھائیو آؤ! اے متقیو اور فاجرو! اے انصار اور مہاجرو! اے وہابیو اور سنیو آؤ کہ آج ہم کلمۂ توحید و وحدت کے نام پر اپنی تمام خانہ ساز تفریقات مٹا کر، اپنی تمام واقعی اور غیر واقعی حد بندیوں کو نظر انداز کر کے ایک امت، غیرت مند امت، سیسہ پلائی ہوئی امت اور مجاہد فی سبیل اللہ امت بن جائیں اور ایک ایسی شاندار اور آخری توبہ کریں جس سے بڑی کوئی توبہ نہیں۔ اور جس توبہ کے شرطیہ قبول ہونے میں بھی کوئی شک اور شبہ نہیں۔

آؤ ہم خدا کا ہاتھ بن جائیں جس کی تلوار کفر کے زہریلے درخت کی سب جڑیں کاٹ کر رکھ دے۔

آؤ ہم خدا کے پاؤں بن جائیں۔ جن کے نیچے وہ آن کی آن میں باطل پرستوں کے تمام آہنی اور فولادی عزائم کو روند کر ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالے۔

آؤ ہم خدا کی نظر قہر بن جائیں۔ جس کے شعلے ایک ہی لپیٹ میں کفر کی چتا کو خاکستر جہنم بنا کر ہوا میں اُڑا دے۔

یہاں تک کہ پھر اس کی زمین صرف اسی کے دین، اُسی کی اطاعت اور اسی کی بادشاہی کے لئے خالص ہو جائے۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ

دشمنوں سے لڑتے، لڑتے اور لڑتے ہی رہو۔ یہاں تک کہ خلافِ اسلام کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین و اطاعت بس اللہ ہی کے لئے مخصوص ہو جائے۔

مہاجرین ہند سے!

میرے مہاجر بھائیو!

کیا ہم نے اس لئے ہجرت کی تھی کہ ہمیں زندگی گذارنے کے لئے عافیت کے کچھ سانس اور مل جائیں۔؟

کیا ہم نے اپنے گھر بار اور وطن عزیز کو اس لئے چھوڑا تھا کہ اُن کے بدلے میں ہمیں اُن سے بہتر در و دیوار میسر آجائیں۔؟

کیا ہم نے اپنے بچوں کو اس لئے ذبح کرایا تھا کہ ہمارے دلوں میں ان کے لئے پدری اور مادری جذبات موجود نہیں تھے۔؟

میں تمہیں اتنا بے غیرت اور بزدل نہیں سمجھتا کہ تم ۱۹۴۷ء کی مصیبتوں کو یکسر بھول گئے ہو گے اور تمہارے دل اُن مظالم کی یاد سے خالی ہو گئے ہوں گے جن کی داستانیں اب تک ہمارے زخمی چہروں، جلے ہوئے اعضاء، کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں اور زخم کھائی ہوئی گردنوں پر خون کی روشنائی سے لکھی ہوئی ہیں۔ جنہیں ہمارے یتیم بچے اور ہماری بیوہ عورتیں زبانِ حال سے ہر وقت ہمارے سامنے دہراتی رہتی ہیں۔ اور جن کی عبرتناک یاد دہانیاں وہ پی، ٹی، او اور پی، ٹی، ڈی ہیں جنہیں ہم اپنی اغوا شدہ بہنوں اور بیٹیوں سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے نظر آرہے ہیں۔

انصار سے!

میرے انصار بھائیو! اگر مہاجرین کو مشرقی پنجاب اور مغربی بنگال میں کتاب اللہ کے صحیفے، قال اللہ اور قال الرسول کے مدرسے، اولیاء اللہ کے متبرک مزارات اور چپے چپے پر بنی ہوئی مقدس مساجد خدا کے قہر سے نہ بچا سکیں تو کل کیا تمہیں ہیرانجھا کے مزار، علی ہجویری عرف داتا صاحب کے مزار، شاہی مساجد، بڑے بڑے مِل اور کارخانے، بڑے بڑے ہائی اسکول اور کالج، شاندار سینما ہال، عیش و طرب کی محفلیں، کلب گھر، جوئے خانے اور راحت و آرام کے بستر خدا کے عذاب سے بچا سکیں گے ـــــ اُس عذاب سے کہ جب کسی قوم کے لئے اُس کے نزول کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو پھر اس کو زمین اور آسمان کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی ـــــ بچانا تو کجا، بلکہ یہ ساری طاقتیں اُلٹی سرکاری گواہ اور مجرم قوم کی تباہی کی مؤید بن جاتی ہیں۔

قرآن پر عمل کی طرف سے غفلت برتو گے تو یہ قرآن خود تمہاری بربادی کی سفارش کریگا۔

نماز کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دو گے تو مسجد کا ایک ایک مینار دشمن کے بمباروں کو جھوٹے نمازیوں پر بم برسانے کی دعوت دے گا۔ اور حالیہ جنگ میں ایسا ہوا بھی ہے۔

میں آج آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کی سب سے بڑی اور آخری عبادت جہاد فی سبیل اللہ ہے جو قوم بھی اس عبادت کو فراموش کرے گی اُسے نہ قرآن کریم بچائے گا اور نہ مسجدیں، اور نہ ہی بھرپور چھاؤنیاں، میگزین اور بیرکیں۔

تم نے آزاد ہونے کے باوجود ۱۸ سال تک جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری نہیں کی تو آج تمہیں وہ دن دیکھنا پڑا کہ پیش قدمی کرتے چلے جانے کے باوجود صرف اس لئے فائر بندی قبول کر لی کہ فوج تو تیار ہے لیکن قوم تیار نہیں۔ قوم میں نہ افسران کی جگہ پُر کرنے والے موجود ہیں اور نہ پولیس اور فوج کی جگہ لینے والے ـــــ کاش ہم ۱۸ سال میں ایک ایک مسلمان کو مجاہد فی سبیل اللہ بنا دیتے اور آج کشمیریوں کے قتل عام کو خاموشی کے ساتھ یوں برداشت نہ کرتے۔

سب مسلمانوں سے!

میرے مہاجر اور مقامی بھائیو! میں آپ کے اندر جہاد فی سبیل اللہ کی نیت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ نیت زندہ ہو گئی تو ہمارا ہر فعل زندہ ہو گا۔ اور اگر یہ نیت مردہ ہو گی تو ہمارا ہر کام مُردہ ہو گا۔

اے اللہ!

اے اللہ! ہمارے دلوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے منور فرما۔

اے اللہ! ہمارے عملوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے تقاضوں سے مزین فرما۔

اے اللہ! ہماری پوری قوم کو جہاد فی سبیل اللہ کی تربیت کے لئے آمادہ فرما۔

اے اللہ! افواج پاکستان کو کفر کی فوجوں پر غلبہ عطا فرما۔

اے اللہ! کشمیر کے مظلوموں کو ظالم کے پنجۂ ظلم سے نجات عطا کر۔

اے اللہ! دنیا کی تمام مسلم اقوام کو قومی اتحاد نصیب کر۔

اے اللہ! انڈونیشیا کو ہر اندرونی اور بیرونی خطرے سے محفوظ رکھ۔

اے اللہ! چینی افواج کو امریکی افواج پر ہر محاذ میں غلبہ عطا کر۔

اے اللہ! پاکستان کو مغربی اقوام متحدہ کے مقابلہ میں اسلامی اقوام متحدہ بنانے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! دنیا کے ہر حصے میں اسلام کا بول بالا اور کفر کا منہ کالا کر۔

اے اللہ! ہم سب مسلمانوں کو میدانِ جہاد کی سچی توبہ نصیب کر۔

اے اللہ! ہم سب کو میدانِ جہاد کی افضل نماز نصیب کر۔

اے اللہ! ہم سب کو میدانِ جہاد کی مقبول دعائیں نصیب کر۔

حکیم مختار الحسینی

سیدنا امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مالی جہاد

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنی دولت کو مسلمانوں کی بھلائی اور اسلام کی سربلندی و تحفظ کے لئے بے دریغ خرچ کیا۔ جب بھی مسلمانوں کو کوئی ضرورت پیش آئی سیدنا عثمان غنی رضؓ نے بڑھ کر اس ضرورت کو پورا کیا۔ اسلام نے غربت و افلاس میں ہی پیش قدمی شروع کی تھی۔ اور جن طاقتوں سے پنجہ آزمائی کی جا رہی تھی وہ عظیم سرمایہ رکھتی تھیں۔ خواہ وہ مکہ کے مشرکین سرمایہ دار ہوں یا مدینہ کے یہودی اور عرب سے باہر نکل کر قیصر و کسریٰ کی عظیم سلطنتیں سرمایہ داری کے تمام نظام پر قابض تھیں۔ وقت کی ان تمام سرمایہ دارانہ طاقتوں کے خلاف مسلمانوں نے اعلان بغاوت کیا۔ مکہ کے سرمایہ داروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کیا تو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ مسلمان جب مدینہ پہنچے تو نہایت غربت و افلاس کے عالم میں تھے۔

یہودی کا کنواں

یہاں آکر اُن کا سابقہ یہودیوں سے پڑا۔ جو دولت کے تمام ذرائع پر قابض تھے۔ مدینہ پر اقتصادی لحاظ سے انہیں مکمل بالادستی حاصل تھی۔ مسلمانوں کی بیکسی کا یہ عالم تھا۔ کہ ان کے قبضہ میں کوئی کنواں اور چشمہ نہیں تھا کہ جس سے وہ جی بھر کر پانی پی سکتے — بئر رومہ نامی ایک میٹھے پانی کا کنواں تھا۔ جو ایک سرمایہ دار یہودی کی ملکیت میں تھا۔ یہودی اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور تھا۔ اس لئے اس کنوئیں کے ایک گھونٹ پانی کے عوض گراں قیمت وصول کیا کرتا تھا۔ مسلمان اس کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ کہ وہ خرید کر پانی پی سکتے۔ اس پریشان کُن صورتِ حال کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو توجہ دلائی کہ اس کنواں کو خرید لیا جائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آواز پر لبیک کہا۔ اور بیس ہزار درہم کی عظیم رقم دے کر کنواں خرید کر وقف کر دیا — آج کا کوئی سرمایہ دار ہوتا تو اسے مستقل آمدنی کا ذریعہ بنا لیتا۔ لیکن اسلام نے تو دولت کے ان ذرائع کی بیخ کنی کر دی تھی۔ سو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف یہ کہ اسے وقف کر دیا بلکہ اس کی مزید کھدوائی کرائی۔ بخاری شریف کی حدیث میں اس واقعہ کا تذکرہ موجود ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

من یحفر بئر رومۃ فلہ الجنۃ فحفرھا عثمانؓ۔

ترجمہ: جو چشمہ رومہ کو کھودے اس کے لئے جنت ہے۔ تو اس فریضہ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ادا کیا۔

اب بھی یہ کنواں اصل حالت میں موجود ہے۔ اور مدینہ کے بہترین میٹھے پانی والے کنوؤں میں سے اس کا شمار ہوتا ہے۔ اب یہ بئر عثمان رضؓ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

جیشِ عُسرت

اسلام غربت و افلاس میں ہی اپنی منزل کی جانب تیزی سے رواں دواں تھا۔ دِن بدن اس کی قوت و شوکت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ خطۂ عرب میں اس نئی ابھرتی ہوئی طاقت سے سرمایہ دارانہ طاقتیں بوکھلا اُٹھیں۔ چنانچہ عیسائی بادشاہ ہرقل نے ارادہ کیا کہ قبل اس کے کہ یہ طاقت جڑ پکڑے اس کی بیخ کنی کر دی جائے۔ اس نے مدینہ پر چڑھائی کا منصوبہ مرتب کیا۔ جب اس کے ان عزائم کا علم مسلمانوں کو ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ یہ زمانہ قحط کا تھا۔ مسلمان نہایت عسرت سے وقت گذار رہے تھے۔ جنگی تیاری کے لئے کثیر رقم کی ضرورت تھی۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں تھا جو اس ضرورت کو پورا کر سکتا۔ ہر ایک نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر چندہ دیا۔ لیکن عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تنہا اس کے بہت سے مصارف کو پورا کر دیا۔ آپ نے ساڑھے نو سو اونٹ، پچاس گھوڑے اور ایک ہزار درہم نقد پیش کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بے پایاں خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی۔ فرمایا۔

"من جھز جیش العسرۃ فلہ الجنۃ فجھزھم عثمان"

ترجمہ: جو جیش عسرت (تنگی کے زمانہ کی فوج) کے لئے سامان کا اہتمام کرے اس کے لئے جنت ہے۔ یہ کام بھی عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔

مسجد نبویؐ کی توسیع

مسلمان جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مسجد کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یتیم بچوں کی زمین مول لے کر مسجد نبوی کی مقدس عمارت کی تعمیر کی۔ اس وقت چونکہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ نہ تھی اس لئے مسجد کی وسعت کافی تھی۔ لیکن جب مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو مسجد نبوی کی وسعت ناکافی محسوس ہونے لگی تو اس میں مزید اضافہ

حجاز و یمن سے نکال دو

آزاد شیرازی

اے غازیانِ ملّتِ اسلامیۂ اٹھو
نمرودیوں کو اپنے وطن سے نکال دو

وہ آگ جس نے مسجدِ اقصیٰ شہید کی
اس آگ کو حجاز و یمن سے نکال دو

باقی رہے نہ کوئی نشانی یہود کی
اردن سے مصر و شام و عدن سے نکال دو

لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرّر یہود ہے
اس حرف کو لغاتِ سخن سے نکال دو

فتنہ سہی، یہ فتنہ قیامت سے کم نہیں
اس فتنہ گر کو کوہ و دمن سے نکال دو

خطرے میں پڑ گئی گل و لالہ کی آبرو!
زاغ و زغن کو حدِّ چمن سے نکال دو

پھر دینِ مصطفےٰؐ سے اجالو جہان کو
تہذیبِ نو کو بزمِ کہن سے نکال دو

کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس ضرورت کو بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پورا کیا اور اپنے روپیہ سے مسجد کے قریب کی زمین خرید کر مسجد کو وسیع کر دیا۔ خلافت پر متمکن ہونے پر پھر آپ نے اس کی اور کعبہ شریف کی توسیع کرائی۔

بڑا نفع ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مدینہ میں شدید قحط پڑا اور غلہ نہایت ہی گراں ہو گیا حضرت عثمان غنی رضؓ غلہ کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ان کے بہت سے اونٹ غلہ سے لدے ہوئے مدینہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بلایا اور فرمایا کہ "اس وقت مخلوق قحط کی وجہ سے بہت تکلیف میں مبتلا ہے لہذا تمہارا جو غلہ باہر سے آیا ہے وہ تم حکومت کے ہاتھوں فروخت کر دو تاکہ غریبوں اور ناداروں میں تقسیم کر دیا جائے" عثمان غنی رضؓ نے فرمایا۔ "حضور لیکن میں یہ غلہ اس کے ہاتھ فروخت کروں گا جو زیادہ قیمت دے گا۔"

حضرت فاروق اعظم رضؓ نے غلہ کی معقول قیمت پیش کی۔ مگر حضرت عثمان اس پر رضامند نہ ہوئے۔ اور اصرار کرتے رہے کہ میں اتنی تھوڑی قیمت پر فروخت نہیں کرتا۔ حضرت فاروق رضؓ نے دو گنی قیمت دینی چاہی مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور فرمایا "امیر المومنین! مجھے افسوس ہے کہ میں اب اپنا غلہ فروخت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ جو قیمت آپ مجھے دے رہے ہیں اب بھی بہت کم ہے"۔ یہ کہا اور حضرت عمر رضؓ کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے گھر آتے ہی مدینہ میں اعلان کروا دیا کہ "عثمان کے یہاں کافی غلہ آیا ہوا ہے جس

غریب کو ضرورت ہو مفت آکر لے جائے"۔

شام تک پورا غلہ تقسیم کیا جا چکا تھا۔

مغرب کی نماز میں جب امیر المومنین عمر فاروق رضؓ سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے۔ "امیر المومنین! آپ مجھے میرے غلہ کی قیمت بہت تھوڑی دے رہے تھے میں نے خدا کے ہاں اپنا غلہ بڑی گراں قیمت پر فروخت کر دیا اور میں بڑے نفع میں رہا۔

آج کا کوئی نام نہاد مسلمان سرمایہ دار ہوتا تو اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ذخیرہ اندوزی کرتا اور بعد میں بھاری رقمیں وصول کرتا۔ حضرت عثمان غنی رضؓ کے اس عمل نے یہ ثابت کر دیا کہ بے شک اسلام دولت کمانے کی اجازت تو دیتا ہے لیکن جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی کرنے کی نہیں۔

اے شہیدانِ وطن

حافظ نور محمد انور

اے شہیدانِ وطن فخر زماں جنت مکاں   ہو گئی حاصل تمہیں واللہ حیاتِ جاوداں

اپنے خون سے تم نے لکھی ہے وطن کی داستاں   بڑھ گئی دنیا کی نظروں میں تمہاری عزو شاں

تم نے کر دی ہے وطن پر جان تک اپنی نثار

تم پر نازل ہو رہی ہے رحمتِ پروردگار

اے شہیدانِ وطن اے خادمانِ ملک و دیں   اس زمیں پر تم سے بڑھکر کوئی خوش قسمت نہیں

عزم و ہمت کے دکھا کر کارنامے بالیقین   ہاں تمہی ٹھہرے ابد تک وارثِ خلدِ بریں

کفر و باطل کو کیا ہے نیست و نابود آج

سر کٹا کر تم نے رکھ لی ہے وطن کی آج لاج

لشکرِ اعداء پہ تم نے اس طرح حملہ کیا   ہر محاذِ جنگ پر اک حشر برپا ہو گیا

دشمنوں کے مورچوں پر زلزلہ طاری ہوا   اور "فخرِ ہند" خون و خاک میں مل کر رہا

تم جہاد فی سبیل اللہ کی تفسیر ہو

سرزمینِ پاک کی توقیر ہو تقدیر ہو

ناز ہے اہلِ وطن کو تم پہ مردانِ جری   کشتِ ملت تم نے اپنے خون سے کر دی ہری

بت پرستوں نے دکھائی تو بہت جادوگری   کی عطا اللہ نے لیکن تمہی کو برتری

کر دیا جلوہ نما تم نے سلف کی شان کو

ان کی جانبازی کو جوشِ عزم کو ایمان کو

یاد پھر بدر و احد کا معرکہ آنے لگا   جوش دل میں خالد رضؓ و حمزہ رضؓ کا لہرانے لگا

جذبہ شوقِ شہادت دل کو تڑپانے لگا   دس پہ غالب ایک کا منظر نظر آنے لگا

مردِ مومن کے لیے انور پیامِ جاھِدُوا

زندگی جاوداں کی ہے حقیقی آبرو!

اعتذار

گذشتہ شمارہ میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ مسجد اقصیٰ ایڈیشن میں اہم مضامین کے علاوہ جمعۃ المبارک کے موقعہ پر یوم احتجاج کی صورت میں جامع مسجد شیرانوالہ میں حضرات علماء کرام کی تقاریر بھی شریک اشاعت ہوں گی۔ افسوس کہ دوسرے کاتب صاحب مسودات کتابت کے لئے لے کر گئے لیکن ابھی تک واپس نہیں آئے ——

کاتب صاحب کی اس غیر ذمہ داری نے ہمیں سخت پریشان کیا اور پرچہ بھی لیٹ کر دیا۔ اب صرف حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب اور مولانا عبدالحکیم صاحب کی تقاریر شامل اشاعت کی گئی ہیں۔ باقی تقاریر آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔ ادارہ اس سلسلہ میں قارئین کرام سے [illegible]رت خواہ ہے۔

(نور محمد انور)

دعائے مغفرت

● رانا خلیل احمد ناظم جمعیۃ علماء اسلام کلورکوٹ کے والد محترم رانا چاند خاں صاحب ۱۳ راگست بروز بدھ دن حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ مرحوم متحدہ ہندوستان میں مشہور سماجی کارکن تھے قارئین خدام الدین سے گذارش ہے کہ وہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں

● لاہور کے مشہور ہر دلعزیز اخبار فروش محمد صادق عرف سائیں سائیکل پر جاتے ہوئے ٹرک سے ٹکرا کر جاں بحق ہو گئے۔ قارئین خدام الدین ان کے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائیں

(ادارہ)

اطلاعات

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب خطیب جامع مسجد گنبد والی جہلم خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ دو ماہ کی طویل علالت کے بعد الحمد للہ صحت یاب ہو گئے ہیں۔ معالج کے مشورہ سے وہ طبیعت کی بحالی کے لئے آزاد کشمیر روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب اب جہلم تشریف نہ لائیں۔

حافظ محمد ایوب ولد مولوی محمد حیات مہنج آبادی (رنگ گندمی عمر ۳۰-۳۵ سال) کو اس کی بعض بدعنوانیوں کی وجہ سے مدرسہ عربیہ قاسم العلوم نقیر والی ضلع بہاولنگر کی سفارت و ملازمت سے تقریباً ۱ ماہ سے علیحدہ کیا جا چکا ہے جملہ معاونین مدرسہ سے گزارش ہے کہ مدرسہ ہذا کے نام پر اسے کوئی صاحب چندہ نہ دیں۔ (فضل محمد مہتمم)

ابوذر بخاری درس قرآن مجید دیا کریں گے

مجلس احرار اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا سید ابوذر بخاری ۱۴ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار ۸ بجے صبح دفتر مجلس احرار اسلام بیرون دہلی گیٹ نزد شاہ محمد غوث درس قرآن مجید دیں گے۔ اسی طرح ماہانہ درس کا یہ سلسلہ مستقل طور سے جاری رہے گا۔ (ناظم دفتر احرار)

جلسے

- مدرسہ عربیہ حدیقۃ الاحسان شاہی جامع مسجد شجاع آباد کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۹، ۳۰ جمادی الثانی مطابق ۱۳، ۱۴ ستمبر ۶۹ء بروز ہفتہ اتوار نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرما کر مواعظ حسنہ سے عوام الناس کو مستفید فرمائیں گے۔ یہ مدرسہ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد صاحبؒ کے ایصال ثواب کیلئے قائم کیا گیا ہے۔
- سرگودھا میں پانچویں سالانہ سیرت کانفرنس حسب سابق امسال ۲۶، ۲۷، ۲۸ ستمبر جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہو رہی ہے جس میں مشرقی و مغربی پاکستان کے علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لا کر سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر خطاب فرمائیں گے۔
- ملک و ملت کے معروف دینی و علمی ادارہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا انیسواں سالانہ اجلاس یکم نومبر سے تین نومبر ۶۹ء ۱۹، ۲۰، ۲۱ شعبان ۱۳۸۹ھ جمعہ ہفتہ اتوار حسب نظام سابقہ حضرات علماء و مشائخ کی سرپرستی میں منعقد ہوگا۔ اور دورۂ حدیث سے فارغ التحصیل علماء کو اسناد و دستار ہائے فضیلت اور انعامات عطا کئے جائیں گے۔
- جامعہ صدیقیہ صدیق آباد کا جلسہ بتاریخ ۱۰، ۱۱ رجب مطابق ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز منگل بدھ منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے مایہ ناز علماء شرکت فرما رہے ہیں۔ (جامعہ صدیقیہ بھیجہ وطنی سے بورے والہ جاتے ہوئے ۱۳ میل پر برلب سڑک واقع ہے)۔
- مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی وار برٹن ضلع شیخوپورہ کا تیسرا سالانہ جلسہ ۵، ۶ ستمبر مطابق ۲۲، ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ جامع مسجد عیدگاہ منڈی وار برٹن میں منعقد ہو رہا ہے جس میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا قاری عبدالرحمن جامی خطاب عام فرمائیں گے۔

مولانا ضیاء القاسمی کی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت

پاکستان کے معروف خطیب اور شعلہ نوا مقرر مولانا ضیاء القاسمی لائلپوری نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد علی جالندھری کو اپنے ایک مکتوب کے ذریعہ مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کرنے کی اطلاع دی ہے۔ انہوں نے اپنے مکتوب میں کہا ہے کہ تبلیغ دین اور تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں جو خدمات ان کے سپرد کی جائیں گی وہ ان کی تکمیل کے لئے پوری پوری کوشش کریں گے۔

بقیہ: شیخ التفسیرؒ کی ایک یادگار تقریر

ایک گاؤں بھی خالی نہ ہونے پاتا۔ اور ۸۰ لاکھ ہجرت کرنے پر کبھی بھی مجبور نہ ہو سکتے۔ اس کی تدبیر یہی تھی کہ اگر سب مسلمان رائفلوں، سٹین گنوں اور برین گنوں سے اسلامی تعلیم کے مطابق مسلح ہوتے تو پھر کسی بے ایمان سکھ یا ڈوگرے کو مجال تھی کہ مسلمانوں پر فتح پاتا۔ اس مسلح مسلمان کے مقابلہ میں آتے تو وہی خبیث شکست کھا کر جاتے۔ یاغستانی افغان پہ انگریز ۹۲ سال میں کیوں فتح نہیں پا سکا، اس لئے کہ پٹھان کے دل میں نورِ ایمان ہے۔ کمر پہ کارتوسوں کا گٹھا اور کندھے پہ رائفل ہے۔

آخری عرضداشت — اگر حکومتِ خداداد پاکستان کے ذمہ دار

حضرات ان پانچ چیزوں کو سنگِ بنیاد پاکستان قرار دے کر ان پر اس کی تعمیر کریں تو اللہ تعالےٰ کی زمین و آسمان کی قوتیں ان کی پشت پناہ ہوں گی اور یہ ناقابلِ تسخیر پاکستان بن جائے گا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

بقیہ: اسلام کے خلاف یہود کی سازشیں

بنائی جائے لیکن یہ اجازت نہ ملی گو محمد علی کی حکومت نے اس پر آمادگی ظاہر کی کہ ایک محدود تعداد یہود کی فلسطین میں داخل ہو سکتی تھی، اس شرط پر کہ ان کی کوئی حیثیت نہ ہو

واضح رہے کہ موسیٰ منتفیوری وہ یہودی ہے جس کے نام پر قدسِ جدید کا ایک محلہ آباد ہے

بہرحال یہود بد دل نہ ہوتے اور کیوں بد دل ہوتے، اس لئے کہ ان کو یقین تھا کہ وہ ہر چیز حتیٰ کہ فلسطین بھی پیسہ سے خرید سکتے ہیں۔ بلکہ وہ مطمئن تھے کہ بغیر پیسہ کے بھی خرید سکتے ہیں۔ ان کو یہ بھی یقین تھا کہ دولت عثمانیہ مالی مشکلات میں پھنسی ہوئی ہے۔ انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ترکوں کی مشکل سے فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ یہودی لیڈر ہرتزل نامی نے سلطان عبدالحمید ثانی سے ملاقات کی اور ایک بھاری رقم سلطان کو اس شرط پر پیش کی کہ سلطنت عثمانیہ یہود کو فلسطین میں ایک زراعتی کالونی قائم کرنے کی اجازت دے اور اس علاقہ میں ان کو سلف گورنمنٹ کے اختیارات بھی دے دیئے جائیں۔ ہرتزل نے ہر ممکن ہوشیاری اور عیاری سے کام لیا۔ کبھی سلطان کو اس طرح لبھایا کہ یہود بھاری رقوم سلطنت کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کبھی اس طرح للچایا کہ یہود ماہرین اپنی فنی خدمات پیش کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ اور کبھی یہ کہا کہ یہود ملک اور سلطنت کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ کہ یہودی قوم مسلمانوں کی قدرتی حلیف ہے اور کبھی یہ دھوکہ دیا کہ یہودی عیسائیوں کے خلاف مسلمانوں کا ساتھ دیتے ہیں کبھی یہ مکارانہ چال چلی کہ یہودی عثمانی سلطنت کے کسی شہر میں یا یوں کہیئے کہ قدس میں ایک بڑی یونیورسٹی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ عثمانی سلطنت کو اپنے طالب ملک سے باہر بھیجنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔!

ہرتزل نے سلطان عبدالحمید پر دباؤ ڈالنے کی ایک اور صورت اختیار کی یعنی شہنشاہ غلیوثانی کے پاس جا پہنچا اور ان سے منت سماجت کی کہ آپ دونوں کے درمیان بحیثیت ایک درمیانی واسطہ کے اپنی خدمات پیش کرتا ہوں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہرتزل خوب جانتا تھا کہ سلطان اور شہنشاہ کے درمیان، اور ان کی حکومت کے درمیان دوستانہ تعلقات ہیں اور یہ ایک دوسرے کے بہی خواہ ہیں لیکن سلطان کے پاس اس کی پیش نہ گئی۔

اب پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۸ء کا زمانہ آگیا اور یہود کو پھر ایک موقع ملا کہ، "مغربی سامراج کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیں اور اس طرح جنگِ عظیم کے ختم ہونے سے پیشتر ہی یہودی سازشیں شروع ہوئیں۔ اور دوران جنگ اور جنگ کے بعد ان سازشوں نے رنگ لانا شروع کیا اور فلسطین کو یہودیوں کو دینے کی تحریک نے نشو ونما حاصل کی۔"

اسلام کے خلاف یہود کی سازشیں

پروفیسر ڈاکٹر احمد عزت عبد الکریم :: (قاہرہ)

فلسطین کے علاوہ ہمیں کسی ایسے شہر کا نہیں جس پر طاغوتی طاقتوں نے بیک وقت دھاوا بول دیا ہو اور اس کے نتیجہ میں اپنے زہریلے اثرات اور سازشوں کے جال کو پھیلا دیا ہو یہاں تک کہ اس کے اصلی باشندے عربوں کو دور دراز ملکوں کی طرف بھگا لے گئے اور ان سے فلسطین کو خالی کروا دیا اور ان کی جگہ دنیا بھر کے پھٹکارے ہوؤں کو آباد کروا دیا۔ جن میں نہ قومی رابطہ موجود تھا۔ نہ ثقافتی نہ تاریخی، سوائے اس کے کہ وہ ایک ہی مذہب کی طرف منسوب تھے۔ الغرض اس طریق پر تمام طاغوتی طاقتوں نے صیہونی استعمار اور سازشوں کا جال فلسطین میں بچھا دیا اور فلسطین کو ناقابلِ بیان مصائب نے گھیر لیا جس کی نظیر فلسطین کی طویل تاریخ میں نہیں ملتی۔ طرفہ یہ کہ یہ جانکاہ اور حیا سوز مصائب اس زمانہ میں روا رکھے گئے۔ جب لوگوں کو عالمی تعاون کے لئے دعوت دی جا رہی تھی اور انسانی حقوق کا میثاق وضع کیا جا رہا تھا اور عین اسی دوران میں انسانیت پر دن رات حیا سوز مظالم اس زمین پہ توڑے جا رہے تھے، جو تمام نسلِ انسانی کے لئے مقدس اور عزیز ہے۔

ہم یہ سطور فلسطین پہ نوحہ کرنے کی غرض سے نہیں لکھ رہے ہیں۔ کیونکہ نوحہ کرنے سے کیا حاصل، بلکہ ہم اس لئے لکھ رہے ہیں کہ ہم ان سازشوں کا اندازہ کر سکیں جو مغربی سامراج اور دنیا کے یہود کے ہاتھوں فلسطین میں معرضِ وجود میں آئیں۔ ایک طویل رات کے بعد اہل فلسطین اور اسی طرح تمام عرب اُٹھ بیٹھے اور مصیبت اور درماندگی سے ترکوں کے عہد میں ایک روشن صبح سے ہم آغوش ہوئے۔ جس میں آزادی کے سانس لینے کے قابل اور زندگی کی خوشگواریاں حاصل کیں۔ تا آنکہ پہلی جنگ عظیم کے دوران اور معاً اس کے بعد بھی عربوں پر سازشوں کے جال کا انکشاف ہُوا۔ عرب اٹھے اور انہوں نے اپنی آزادی اور عزت کی خاطر پورے دفاع کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان سامراجی طاقتوں کا مقابلہ کیا جو ان کے ملک پر مختلف شکلوں میں مسلّط ہوئیں۔ یعنی کبھی انتداب کے بھیس میں، کبھی حمایت کے بہانے سے اور کبھی باہمی دوستی اور معاہدہ کے رنگ میں۔ لیکن خوش قسمتی سے عرب لوگ جاگ چکے تھے۔ اور ان پر یہ سازشیں مخفی نہ تھیں۔ ان سازشوں نے درحقیقت تمام فلسطین پر اپنا وسیع جال کچھ اس طرح پھیلا رکھا کہ آخر یہود اور سامراجی دونوں گدھوں کی طرح فلسطین پر لوٹ پڑے اور اس کو ہڑپ کر گئے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ ان سازشوں کی ایک تاریخ ہے۔ جو گذشتہ صدی میں شروع ہوئی۔ پھر اس کے بعد اس پر مختلف دَور آتے رہے۔ جو پہلی جنگ عظیم سے شروع ہو کر آج تک یکے بعد دیگرے کار فرما رہے۔ لیکن یہ دَور ختم ہونے میں نہیں آتے اور نہ ختم ہو سکتے ہیں۔ حتےٰ کہ عرب اپنے خون سے آخری باب اس وقت لکھیں گے جب اپنے چھینے ہوئے ملک کو دنیا کے ناہنجاروں سے واپس لے لیں۔ اور اپنے وطن میں پھر ایک بار عزت۔ اشرف اور آزادی کا جھنڈا بلند کر دیں۔

آج کے مقالہ یا بعد کے مقالات سے ہمارا یہ مقصد نہیں کہ ہم فلسطین کی باقاعدہ تاریخ بیان کریں! یا ان تمام مصائب کا علی الترتیب ذکر کریں جو ظہور میں آئے، اس کے لئے ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے اس وقت صرف یہ بتا دینا مقصود ہے کہ ان سازشوں کے اہم پہلو کیا ہیں تاکہ عربوں کو اس کی اصل حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور ہم علیٰ وجہ البصیرت دوسروں کو بتا سکیں۔ تاکہ ہم کو ان حقیقتوں کے بھولنے اور فراموش کرنے کا خدشہ باقی نہ رہ جائے۔

ان سازشوں کے مقدمات ایک طویل عرصہ سے شروع ہوتے ہیں۔ یہود نے اس وقت سے کہ دنیا بھر میں پراگندہ و منتشر ہو گئے ان سماجوں پر جن میں رہتے سہتے تھے، ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا، کیونکہ وہ ان سماجوں سے الگ تھلگ رہنا چاہتے تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان سوسائٹیوں میں گھل مل جائیں۔ ان کی انتھک کوشش رہی کہ اقتصادی طور پر ان سماجوں پر پُورا غلبہ حاصل کر لیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کے نظم و نسق پر بھی قبضہ جما لیں۔ جس زمانہ میں یہود یورپ میں یورپی اقوام کا شکار بنے ہوئے تھے۔ بڑی تعداد میں مختلف اسلامی ممالک میں پناہ گزیں ہوئے اور انہی اسلامی ممالک میں سے ایک اسلامی ملک فلسطین بھی ہے۔ فلسطین میں مسلمان حکمرانوں نے یہود کے ساتھ ہر قسم کی رعایت کا برتاؤ کیا۔ اور ان کو دیگر رعایا کے ساتھ مساوی اور بالکل برابر کے حقوق عطا کیے۔

یہود نے ان مظالم کے پیشِ نظر جو ان پر یورپ میں روا رکھے جاتے تھے وقتاً فوقتاً پروپیگنڈا شروع کر دیا اور اپنی قوم کو یہ خوش خبری دی کہ ان مظالم سے چھٹکارے کی اور کوئی سبیل نہیں ہے کہ وہ فلسطین واپس آئیں جو بزعم یہود "وعدہ کی زمین ہے"۔

یہود نے بددیانت اور غدار حاکموں سے ربط و ضبط شروع کر دیا اور ان کو دولت کا لالچ دے کر ... فلسطین خریدنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ کیونکہ فلسطین اپنے اصلی باشندے عربوں سے تو خالی کرا لیا گیا تھا مگر اب اس کی قسمت کا فیصلہ صرف غداروں سے زرِ کثیر دے کر خرید لینے پر منحصر تھا۔

اسی دوران میں یہود نے نپولین بونا پارٹ (جس نے مصر کو ۱۷۹۸ء میں فتح کیا۔) فلسطین اور پورے شام کے ملک کو فتح کرنے پر اُکسایا۔ اس نے یہود کی اس دعوت کو قبول کیا اور اپنے سرکاری اخبار مورخہ ۲۰ اپریل ۱۷۹۹ء میں ایشیا اور یورپ افریقہ کے یہود کے نام ایک اعلان جاری کیا کہ وہ سب اس کے جھنڈے تلے آ جمع ہوں تاکہ نپولین ان کی کھوئی اور مٹی ہوئی عزت کو دوبارہ پھر واپس لا دے۔ لیکن نپولین کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہُوا۔ اور وہ مشرق کو فتح نہ کر سکا۔ عکا میں شکست کھائی اور مصر واپس ہُوا جہاں سے وہ اپنے ملک کو واپس ہو گیا قبل اس کے کہ اس کا اعلان یہود تک پہنچتا۔

اس کے بعد یہود محمد علی والئی مصر تک پہنچ گئے۔ محمد علی اس وقت شام اور فلسطین کے جملہ علاقے فتح کر چکا تھا جن کو اس نے عثمان ترکوں سے لیا تھا۔ یہودیوں کا ایک لیڈر موسیٰ منٹیفیوری ۱۸۳۷ء میں محمد علی سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہُوا اور یہ اجازت چاہی کہ یہودیوں کے لئے فلسطین میں ایک کالونی

نگرانِ اعلیٰ
محمد عبیداللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمئہ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۸۱۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷/۲۹/۳۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ ۸۸/G/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔